یعنی مجموعہ کلام

قطب الاقطاب سلطانِ سندھ عارفِ کامل سیّدنا سیف الکلام

حضرت شاہ قاتل رحمتہ اللہ علیہ

لکھنوی ثم الاجمیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نیایش و سپاس بحضور واجب الوجود رب عزّ و علا

وہ دیکھ اٹھا ہے جھوم کے اب نیر سے سحاب الا اللہ
مستوں کو پلائی جائے گی بھر بھر کے شراب الا اللہ

محبوب خدا کے جلوؤں میں نظارہ وحدت کریں گے
ہر دل کی دھڑک یہ کہتی ہے اُٹھ جائے نقاب الا اللہ

اے چاند مدینے کے ہم کو پھر پیاس بجھانی ہے دل کی
رحمت کی گھٹاؤں کو لے کر برسا دے شراب الا اللہ

محبوب خدا جب آئیں گے رحمت کی گھٹاؤں کو لے کر
ہم ان کی نظر سے اے قاتل پی لیں گے شراب الا اللہ
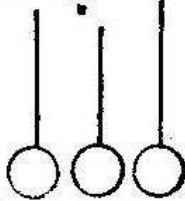
نعت شریف

بحضور سرورِ کونین سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہے خاموش مدحت سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ حمد خدا ہے ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا جانے اسریٰ کے اسرار کیا تھے
کہ پل میں گئے اور آئے محمدؐ

ازل سے ابد تک ہے مسجودِ عالم
زہے عظمتِ نقش پائے محمدؐ

تجلی گہ حق بنا طور سینا
مدینہ ہے جلوہ سرائے محمدؐ

گنہگاروں نے حشر سر پہ اٹھایا
یہ کہکر وہ آئے وہ آئے محمدؐ

اُسے خوفِ خورشید محشر نہیں ہے
کہ امت ہے زیر لوائے محمدؐ

قسم ہے تجھے اپنی عظمت کی یارب
کرم ہو اِدھر بھی برائے محمدؐ

بتادے گی تفسیر وَالّیل تم کو
رسائی بہ زلفِ رسائے محمدؐ

چلے گا نہ قاتل پہ خنجر کسی کا
ازل ہی سے وہ ہے فدائے محمدؐ

اے خیر اُمم امّت سلطانِ مدینہ
دل سے نہ مٹے الفت سلطان مدینہ

ہے بعد خدا مرتبتِ ختم رسالت
ہے نام خدا عظمتِ سلطان مدینہ

ایماں جسے کہتے ہیں وہ الفت ہے نبیؐ کی
مل جائے جسے نعمتِ سلطان مدینہ

تا حشر اسی غم میں سیہ پوش ہے کعبہ
مکّے سے ہوئی ہجرتِ سلطان مدینہ

ہوتی رہیں محشر میں ادا حشر کی رسمیں
تکنے پہ ہے ہم صورتِ سلطان مدینہ

ادنیٰ سے اشارے پہ ہوئی بخششِ امّت
اے صَلِّ علیٰ رحمتِ سلطان مدینہ

کیا طور کے جلووں کی کروں گا میں تمنّا
حاصل ہے مجھے رویتِ سلطانِ مدینہ

خاموشی قیامت ہیں، قیامت کی ہے قائلؔ
یہ رعب ہے یہ ہیبتِ سلطانِ مدینہ

اللہ اللہ یہ مراتب اور یہ شانِ حضورؐ
حاملانِ عرش بھی ہیں زیر فرمانِ حضورؐ

میری نظروں سے کوئی دیکھے ذرا شانِ حضورؐ
عرش سے اعلیٰ نظر آتے ہیں ایوانِ حضورؐ

حشر میں اس شان سے ہوں گے غلامانِ حضورؐ
سر پہ ظلِ عاطفت ہاتھوں میں دامانِ حضورؐ

کتنے مستغنی ہیں اور کتنے سخی ہیں اے سخی
قصرِ جنت بخش دیتے ہیں غلامانِ حضورؐ

پاؤں تک اب عرش پر رکھتے نہیں ہیں ناز سے
ہاتھ آیا ہے فرشتوں کے جو دامانِ حضورؐ

ہوش میں آئے کیوں، رہے گا حشر تک مستِ الست
پی چکا ہے جو ازل میں جامِ عرفانِ حضورؐ

اور کیا یہ جان اپنی در پہ کر دے گا نثار
قائلِ خستہ کو مل جائے جو عرفانِ حضورؐ

نہ ہے شانِ رفعت مآبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ بعد خدا ہیں جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ سردارِ کونین، نورِ سراپا
ہے یٰسین و طٰہٰ خطابِ محمدؐ

تری ہر ندا پر نہ ہے حسنِ طاعت
ہے لبیک یا رب، جوابِ محمدؐ

ہے نور السموٰت والارض شاہد
دو عالم میں ہے آب و تابِ محمدؐ

محمدؐ رسولوں میں ہیں سب سے اوّل
صحیفوں میں آخر کتابِ محمدؐ

ہے جس طرح اللہ کی ذات یکتا
ہے بے مثل ذاتِ جنابِ محمدؐ

اسی میں تو ہے حمد کا نور پنہاں
ہے میم محمدؐ حجابِ محمدؐ

کھلے صاف رازِ اَحد اور احمد
جو اٹھ جائے رخ سے نقابِ محمدؐ

گری بدر میں دوشِ والا سے کملی — دعا میں تھا یہ اضطرابِ محمدؐ
تھی پرواز جبرئیل یوں تا بہ سدرہ — کہ تھامے ہوئے تھے رکابِ محمدؐ

وہ فخرِ رسالت وہ فخرِ بنوّت
ہیں قائل کے آقا جنابِ محمدؐ

عنوان کر کے قائم میخانہ نبیؐ کا — میں کیف لکھ رہا ہوں پیمانہ نبیؐ کا
کافی ہے ایک ساغر میخانہ نبیؐ کا — دیکھے گی رنگ دنیا پیمانہ نبیؐ کا
شمس و قمر کی گردش ہے اک نظامِ عالم — پھیلا ہے نور ہر جا کاشانہ نبیؐ کا
فرزانگی ہیں اس کا پھر کون ہوگا ہمسر — پڑ جائے جس پہ سایہ دیوانہ نبیؐ کا
روشن ہے شمعِ محفل، محفل میں روشنی ہے — اعجاز دیکھنا یہ پروانہ نبیؐ کا
یہ بیخودی یہ مستی یہ حیرتِ مسلسل — چھلکا ہوا سا ساغر میخانہ نبیؐ کا
کوثر کے جھمگٹے پہ ہر شخص کہہ رہا ہے — یہ بھی ہے اک نمونہ خمخانہ نبیؐ کا
دَرّانہ جا رہا ہے جنّت کے راستوں پر — انداز کوئی دیکھے دیوانہ نبیؐ کا
اللہ کا کرم ہے سرکار کی عنایت — رتبہ بلند تر ہے دیوانہ نبیؐ کا

قائل کو اک زمانہ مقتول کہہ رہا ہے
یہ ہے ذبیحِ خُلقِ شاہانہ نبیؐ کا

بات وہ پائی ہے اللہ غنی شاہِ حجاز — تم سے شرمندہ ہے شیریں سخنی شاہِ حجاز
کیوں نہ ہو ملکِ ولایت کے وصی شاہِ حجاز — شان ہے آپ کی اللہ غنی شاہِ حجاز
دفعتاً حشر میں نام آگیا میرے لب پر — سچ تو یہ ہے کہ بڑی بات بنی شاہِ حجاز
ایک عالم قدِ موزوں پہ نہ ہو شیفتہ کیوں — قامتِ پاک ہے سروِ چمنی شاہِ حجاز

آپؐ کا حصّہ ازل سے یہ مبارک ہو شہا
عالمِ قدس کی گُل پیرہنی شاہِ حجاز

پنکھڑی پھول کی ہو یا پھول ہو یا شاخِ سمن
سب میں ہے آپؐ کی نازک بدنی شاہِ حجاز

آگے پہنچا کوئی کتنا ہی ہراساں ہو کر
آپؐ نے کی نہ کبھی دل شکنی شاہِ حجاز

کیوں نہ دنیا میں رہے تذکرۂ خُلقِ عظیم
ہے عجب خُلق رسول مدنی شاہِ حجاز

جن کو دعویٰ ہو ہدایت کے بیان کرنے کا
سیکھ لیں آپؐ سے شیریں سخنی شاہِ حجاز

آپؐ نے اُمتِ عاصی کی بلائیں لے لیں
آپؐ کی شان یہ اللہ غنی شاہِ حجاز

قرض اور فرض نے قاتل کو نہ چھوڑا دم بھر
دل میں چبھتی رہی یہ تنہائی شاہِ حجاز

ذرّہ ذرّہ بن گیا میخانۂ شاہِ رسلؐ
وسعتِ کونین ہے پیمانۂ شاہِ رسلؐ

ہیں کہاں جرعہ کش میخانۂ شاہِ رسلؐ
بڑھ کے ہاتھوں ہاتھ لیں پیمانۂ شاہِ رسلؐ

قلب و جاں، ایماں و دیں، ہوش و خرد، جاہ و حشم
ہو چکے ہیں سب کے سب نذرانۂ شاہِ رسلؐ

جب زباں پر آگیا نامِ رضا ہی آ گئے
اسقدر ہوشیار ہے دیوانۂ شاہِ رسلؐ

خارزارِ عشق کے کانٹے بھی ہو جائیں گے پھول
گل کھلانے آگیا دیوانۂ شاہِ رسلؐ

مل گئی بیشک اسے دولت جہاں کی مل گئی
مل گیا جس کو درِ کاشانۂ شاہِ رسلؐ

قدسیوں کو بھی تامل ہے سمجھنے کے لئے
آسمانِ خلد ہے یا کاشانۂ شاہِ رسلؐ

بھیڑ جب دیکھی درِ جنّت پہ دھوکا ہو گیا
ہم یہ سمجھے ہے یہ مہمان خانۂ شاہِ رسلؐ

اب رہے درد محبت حضرتِ قاتل کہاں
دل ازل سے ہو گیا نذرانۂ شاہِ رسلؐ

ذرّوں میں درخشانی تنویر نبیؐ ہے
چشمِ مہ و خورشید میں تصویر نبیؐ ہے

شاہوں کے لئے فخر ہے دعوائے گدائی
المعظمۃ للہ وہ توقیرِ نبی ہے

ہر ہم ہی رہا کرتا ہے شیرازۂ الفت
کیا پیچ و خم زلف گرہ گیرِ نبی ہے

آنکھوں میں لگا رکھی ہے خاک درِ اقدس
میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ تنویرِ نبی ہے

وہ بھی ہیں اسیر اس میں جو آزاد ہیں مطلق
یہ سلسلۂ حلقۂ زنجیرِ نبی ہے

بنیاد ہی عالم کی ہے تسلیم و رضا پر
یہ عالم ایجاد ہی تعمیرِ نبی ہے

حاصل اسے پھر کیوں نہ حیاتِ ابدی ہو
قاتلؔ جو کوئی کشتۂ شمشیرِ نبی ہے

آنکھ وہ ہے جس نے دیکھا روئے تابانِ رسولؐ
اور دل وہ ہے کہ جس دل میں ہو ارمانِ رسولؐ

مرحبا صد مرحبا دنیائے عرفاں کے لئے
ابرِ رحمت بن کے آیا ظلِّ دامانِ رسولؐ

نعت کی اس عالمِ امکاں میں وسعت ہی نہیں
کیونکہ بالا ہے حدِ امکاں سے امکانِ رسولؐ

جس کی قسمت میں ہے جو لذت وہ ملتی ہے اُسے
سینکڑوں دل ہیں ہدف اور ایک پیکانِ رسولؐ

حق نے پروانوں کو دی آزادیٔ دیر و حرم
میں ازل سے ہوں اسیرِ زلفِ پیچانِ رسولؐ

دونوں عالم جانتے ہیں دونوں عالم ہیں گواہ
میں ازل سے آچکا ہوں زیرِ دامانِ رسولؐ

تشنہ کاموں کے لئے تسنیم کیا فردوس کیا
یہ بھی فیضانِ نبی ہے وہ بھی فیضانِ رسولؐ

اس کو کہتے ہیں تجسس، اس کو کہتے ہیں تلاش
قصر میں جنت کے نکلا جا کے مہمانِ رسولؐ

التجا ہے قاتلِ بے خانماں کی اے خدا
ہو گل و بلبل سے پائندہ گلستانِ رسولؐ

نور کہتا ہے رخ و گیسو کی تابانی ہوں میں
جلوۂ صبحِ ازل، شمعِ شبستانی ہوں میں

رہنما رہگذارِ دشتِ نورانی ہوں میں
زندہ دارِ اسوۂ تعلیمِ روحانی ہوں میں

خاکِ طیبہ کی تجلّی کا یہ دعویٰ مرحبا
پارہ ہائے طور کی جلوؤں کی تابانی ہوں میں

غیرتِ اعجازِ عیسیٰ ہے ادا سرکار کی
ناز کہتا ہے کہ حُسنِ ماہِ کنعانی ہوں میں

کس کو میری ابتداء و انتہا معلوم ہے
ایک معمائے طلسم باقی و فانی ہوں میں

اُسوہ عالی کا پرتو کہہ رہا ہے بار، بار
مرکزِ علمِ علیؓ و حلمِ عثمانیؓ ہوں میں

حسرتِ دیدارِ حق ہے حسرتِ دیدِ نبی
دل یہ کہتا ہے دلِ موسیٰؑ عمرانی ہوں میں

جب چلے سدرہ سے آگے آپؐ رف رف نے کہا
مرحلہ پیمائے راہ غیر امکانی ہوں میں

حُسنِ سرکارِ دو عالم چھا گیا کونین پر
عشق کہتا ہی رہا، سرِ جہانبانی ہوں میں

ہو گئی حاصل مجھے قاتل حیاتِ جاوداں
کشتۂ تیغِ ادائے شاہ جیلانی ہوں میں

قاتلِ خوش بخت ہوں اور ہوں غلامانِ غلام
یا محمد مصطفیٰؐ حرفِ پریشانی ہوں میں

سلام بحضور سیّد الانام
صلی اللہ علیہ وسلم

تیرا شیدا سلام کہتا ہے
غم کا مارا سلام کہتا ہے

اپنی اپنی ہی عرض کرتے ہیں
کون کس کا سلام کہتا ہے

آپؐ سُن لیں تو بس خدا سُن لے
ایک بندہ سلام کہتا ہے

اے مدینے کے شاہ صلّ علیٰ
ربّ کعبہ سلام کہتا ہے

باعثِ کائنات کیا کہنا
ذرّہ ذرّہ سلام کہتا ہے

آکے جبریل نے یہ عرض کیا
حق تعالیٰ سلام کہتا ہے

قاتلِ زار کو جواب ملے
یہ ہمیشہ سلام کہتا ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

روح بخشِ انس و جاں ہے عید میلاد النبیؐ
زینتِ کون و مکاں ہے عید میلاد النبیؐ

از زمیں تا آسماں ہے عید میلاد النبیؐ
بلکہ فخرِ قدسیاں ہے عید میلاد النبیؐ

رازدارِ کن فکاں ہے عید میلاد النبیؐ
مظہرِ کون و مکاں ہے عید میلاد النبیؐ

خوش کنِ پیر و جواں ہے عید میلاد النبیؐ
نازشِ ہر دو جہاں ہے عید میلاد النبیؐ

آج عصیاں کاریاں امت کی بخشی جائینگی
رحمتِ حق بیکراں ہے عید میلاد النبیؐ

کون سی شے کی کمی مہمان جنت پائیں گے
خلد میں جب میزباں ہے عید میلاد النبیؐ

دور ہو جائے گا دنیا سے اندھیرا کفر کا
ہر طرف جلوہ فشاں ہے عید میلاد النبیؐ

آج ہر مومن کے گھر میں ہو رہا ہے جشنِ عید
لوگ کہتے ہیں کہاں ہے عید میلاد النبیؐ

لے ہیں ایماں کے اندھوں کی آنکھیں کھل گئیں
ذرے ذرے سے عیاں ہے عید میلاد النبیؐ

گلشنِ جنت میں یہ آرائشیں، زیبائشیں
تری گلکاری عیاں ہے عید میلاد النبیؐ

ایک دوامی زندگی بخشی گئی اسلام کو
اک حیاتِ جاوداں ہے عید میلاد النبیؐ

اب کرم سے بخشوا دے اپنے خالق سے ہمیں
کیا خیالِ این و آں ہے عید میلاد النبیؐ

گوش بر آواز ہیں حور و ملک، جن و بشر
واہ کیا نرّا سماں ہے عید میلاد النبیؐ

مستیاں برسا رہا ہے ابرِ رحمت جا بجا
کیف بخشِ انس و جاں ہے عید میلاد النبیؐ

مرحبا صلِّ علیٰ کہتی ہے ساری کائنات
از مکاں تا لامکاں ہے عید میلاد النبیؐ

حور و غلماں، قصر و رضواں تری امت کے لئے
ساری جنت میزباں ہے عید میلاد النبیؐ

علم و حکمت سب ملے ہیں ترے صدقہ میں ہمیں دین کی روح رواں ہے عید میلاد النبیؐ

آج قاتلؔ ہو نہ ہو بخشش کی دھاریں تیز ہیں
ورنہ کیوں نوک زباں ہے عید میلاد النبیؐ

گلدستۂ مناقب

منقبت بحضور مولا علی کرم اللہ وجہہ

ھادیٔ راہ ھدیٰ مولا علیؓ نائب خیر الوریٰ مولا علیؓ
قابلِ مدح و ثناء مولا علیؓ لائق صد مرحبا مولا علیؓ
یادگارِ مصطفےٰؐ مولا علیؓ تاجدار اصفیا مولا علیؓ
میری بگڑی بنتے بنتے بن گئی یہ کرم ہے آپ کا مولا علیؓ
اب مریض غم کو صحت کیوں نہ ہو درد، درماں بن گیا مولا علیؓ
گرمیٔ محشر کا اس کو غم نہیں جس پہ دامن ہے ترا مولا علیؓ
ہو گئی آسان ہر مشکل مری نام نامی جب لیا مولا علیؓ
سب نے جانا سب نے مانا آپ کو کون باقی رہ گیا مولا علیؓ
کون سے جرم و خطا پر ہے جلال کیوں درِ اقدس چھٹا مولا علیؓ

آج کیا کیا سختیاں قاتلؔ پہ ہیں
ہے شکار ابتلا ، مولا علیؓ

منقبت بحضور حضرت علی رضی اللہ عنہ

گہر فشاں ہے جو کلکِ ثنائے میر نجفؓ کھنچا ہے منظر حسنِ ولائے میر نجفؓ

ملی سمک سے سما تک فضائے میر نجف رضؓ
ہے کائنات میں پھیلی ضیائے میر نجف رضؓ

بس ایک نگاہ میں دونوں جہاں کی دولت دیگی
نہ ہے کرامتِ جود و سخائے میر نجف رضؓ

مجھی سے گلشن جنّت میں ہو گی نہ نگہتی
کہ میں ہوں بلبل رنگیں نوائے میر نجف رضؓ

نثار کرنے سے کون و مکاں کی آزادی
ملی اسیریٔ زلفِ رسائے میر نجف رضؓ

خجل ہے عظمتِ تاج و سریر سلطانی
کہ ہے بلندی شانِ گدائے میر نجف رضؓ

ہو خوف تابش خورشید حشر کیوں مجھکو
کہ سر پہ سایہ کناں ہے ردائے میر نجف رضؓ

ہے سالکوں کے لئے مشل رہبر منزل
نشانِ راہ ھُدیٰ نقش پائے میر نجف رضؓ

رضائے مصطفویؐ ہے رضائے مرتضویؓ
رضائے ربّ دو عالم رضائے میر نجف رضؓ

تلاش چشمۂ حیوان نصیب اسکندر
مجھے نصیب ہے آبِ بقائے میر نجف رضؓ

نہیں ہے حسرت تسنیم و سلسبیل مجھے
کہ میں ہوں جرعہ کش جام ولائے میر نجف رضؓ

حیات کشتۂ تیغ ادا کا ہے ضامن
تبسم لبِ خنجر نمائے میر نجف رضؓ

حریم سینا طور یقیناً فسانہ بن جائے
تجلیات جو اپنی دکھائے میر نجف رضؓ

نہ کیوں بنا ہو سرمۂ چشم یقین تعالی اللہ
کہ ہے تو خاک مگر خاکِ پاکِ میر نجف رضؓ

زمیں ہے وسعتِ خوانِ کرم سے شرمندہ
جہاں میں عام ہے رشد و صلائے میر نجف رضؓ

ہوا یہ حشر مجھے میرے حال پہ چھوڑا
خدا نے دیکھ کے محوِ لقائے میر نجف رضؓ

یقیں ہے ظلمتِ غم دور ہوگی اے قاتل
شریک حال جو ہوگی دعائے میر نجف رضؓ

منقبت

سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

ہیں جہاں میں کعبۂ اہلِ صفا حضرت حسینؓ — قبلہ گاہ و قبلہ و قبلہ نما حضرت حسینؓ

آپ کا ابرِ کرم، ابرِ سخا حضرت حسینؓ — رحمتیں ہی رحمتیں برسا گیا حضرت حسینؓ

مضطرب ہو کر کسی نے جب کہا حضرت حسینؓ — کھل گیا بابِ اجابت اس پہ یا حضرت حسینؓ

میری حسرت کے لئے میری تمنّا کے لئے — وادیٔ ایمن ہے روضہ آپ کا حضرت حسینؓ

آپ کا نقشِ کفِ پا ہے صراطِ مستقیم — رہگزر ہے آپ کی راہِ ھدیٰ حضرت حسینؓ

آپ کی الفت میں حاصل جب ہوئی مجھکو فنا — کی عطا حق نے مجھے شانِ بقا حضرت حسینؓ

یہ تصرف آپ کے ذکرِ فضیلت بار کا — دیکھتا ہوں ہر طرف نور و ضیاء حضرت حسینؓ

کیا فروغِ مہر و ماہ جچتا نگاہوں میں مری — دہر میں ہر سمت ہیں جلوہ نما حضرت حسینؓ

وقت خدمت کیوں نہ ہو قاتل کو پاسِ احترام

ہیں رضاء الاولین اولیاء حضرت حسینؓ

سلام

بحضور سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

جو ذکرِ شاہِ شہیداں سنائے جاتے ہیں — سلامی عرش کے پائے ہلائے جاتے ھیں

علی کے شیر، فرس کو بڑھائے جاتے ہیں — زہے جلال کہ میداں پہ چھائے جاتے ھیں

تنِ حسین پہ ناوک چلائے جاتے ھیں — نشانِ حق کو نشانہ بنائے جاتے ھیں

جناب اکبرِ ذیشان ہیں کہ نورِ خدا — نظر میں دشمنوں کی بھی سمائے جاتے ھیں

گھرے جو نرغے میں اکبر تو بولے اہلِ حرم — عدو، شبیہِ پیمبر مٹائے جاتے ھیں

وہ جن کے صدقے میں آزاد ہو گی کل اُمّت
وہی اسیر سلاسل بنائے جاتے ہیں

ہے مہر ذرّہ خاکِ زمینِ کرب و بلا
یہ اوج قصرِ امامت کے پائے جاتے ہیں

سرِ حسینؓ جو دیکھا تو شامیوں نے کہا
لعین نیزے پہ قرآن اٹھائے جاتے ہیں

غمِ حسینؓ کو ہم ضبط تو کریں قاتل
مگر یہ آنکھوں میں آنسو جو آئے جاتے ہیں

سلام

بحضور سیدالشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

تشنہ دہن جہاں سے شہِ کربلا گئے
پر دشمنوں کو تیغ کا پانی پلا گئے

اے مجرئی! حسینؓ جو میداں میں آ گئے
پھر سے علیؓ کی تیغ کے جوہر دکھا گئے

اے مجرئی! وہ صبر کے جوہر دکھا گئے
جلوے نظر میں خُلقِ محمدؐ کے آ گئے

ناری! کچھ اس طرح ہوئے ٹھنڈے لبِ فرات
عباسؓ جیسے تیغ سے بجلی گرا گئے

ہے موت اصلِ زندگی اور زندگی ہے موت
شبیرؓ زندگی کی حقیقت بتا گئے

حجّت کو ختم کرکے شہِ دیں نے یہ کہا
اب یہ خدا، رسول سے اہلِ جفا گئے

شبیرؓ کی وفا پہ وفا کو بھی فخر ہے
پیری میں عہدِ طفلی کا وعدہ نبھا گئے

سب لشکری فرات کا منہ دیکھتے رہے
سرکار ہی کے جُرعۂ آبِ بقا گئے

یوں امتحان میں ہوئے شبیرؓ کامیاب
جن و مَلک بھی دیکھ کے حیرت میں آ گئے

صد حیف اُن کی آل کو پانی نہیں ملا
عالم میں رحمتوں کے جو دریا بہا گئے

ہو جائے گی زیارتِ سبطِ نبی ہمیں
قاتل ہم اس خیال سے محشر میں آ گئے

منقبت عالی

بحضور شاہ جیلانی قطب دوراں غوث اعظم رضی اللہ عنہ

یا غوثؓ اکسی مظلوم نے جب مشکل میں تمہارا نام لیا / اس شانِ جلالت کے صدقے اُس گرتے ہوئے کو تھام لیا

اے کشتۂ الفت صد رحمت ا جینے کا نہ تو نے نام لیا / عالم کو دکھائی شانِ بقا، کیا ذوقِ فنا سے کام لیا

تسنیم کے اور کوثر کے مزے، دنیا میں وہ لوٹے بیٹھے ہیں / اس میکدۂ جیلاں سے جن بادہ کشوں نے جام لیا

وہ تم نے دکھائی شانِ عطا، بخشے گئے سارے جرم و خطا / محشر میں تمہاری الفت کا اللہ سے یہ انعام لیا

ممنون ہیں اس کے جن و بشر، سب کہتے ہیں جس کو غوث کا در / کونین میں ہم نے اے قاتل سرچشمۂ فیضِ عام کیا

جس کو بھی توجہ سے دیکھا، نظروں سے مسخر اس کو کیا
یہ کام تمہیں نے اے قاتل بے خنجر و بے صمصام کیا

منقبت

بحضور قطب دوران غوث زماں رضی اللہ عنہ

کرم کی نظر ہو اگر غوث اعظمؓ / تو شاداں رہوں عمر بھر غوث اعظمؓ

کوئی نیّرِ دین کہتا ہے تم کو / کوئی کہہ رہا ہے قمر غوث اعظمؓ

مرے صبر اور ضبط کی انتہا ہے / ذرا جلد لیجئے خبر غوث اعظمؓ

تمہاری عنایت کا بھوکا ہوں شاہا / یہ کاسہ مرا دیجئے بھر غوث اعظمؓ

مصیبت زدہ ہوں، بلا میں پھنسا ہوں / بتاؤ کہ جاؤں کدھر غوث اعظمؓ

ترے آستانہ پہ سر رکھ کے کہدوں / پھرے کون اب در بدر غوث اعظمؓ

ستم ہے مصیبت کا مارا ہوا ہوں / نہیں ہے کوئی چارہ گر غوث اعظمؓ

خود آ کر مری حالت زار دیکھو / فلک بھی ہے بیداد پر غوث اعظمؓ

مصیبت میں آفت ہیں، غربت میں قاتلؔ
نہیں کوئی حامی مگر غوث اعظمؓ

منقبت
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

صفاتِ مصطفےٰ ہو، مظہرِ خیر الوریٰ تم ہو
الا یا سیدی، نورِ نگاہ مرتضیٰ تم ہو

شہنشاہِ ولایت، شہریارِ باصفا تم ہو
سریر آرائے قطبیت شہ غوث الوریٰ تم ہو

ہزاروں بار جس کی سن چکے ہیں آپ فریادیں
وہی آفت زدہ ہیں ہوں وہی حاجت روا تم ہو

ہوائیں بھی مخالف اور طوفاں خیز موجیں بھی
مری ٹوٹی ہوئی کشتی ہے جس کے ناخدا تم ہو

تم اُن میں ہو بشارت جن کو دی شاہِ دو عالم نے
حدیثِ پاک شاہد ہے کمثل الانبیاء تم ہو

تمہاری ذات اقدس کے لئے اتنا ہی کہتا ہوں
کسی کی آرزو تم ہو، کسی کا مدعا تم ہو

تمہیں آسان ہے مردہ دلوں کو زندہ کر دینا
محی الدین، محی الدین، پاکِ مصطفےٰ تم ہو

نہ مانے کوئی یا مانے مگر قاتلؔ یہ کہتا ہے
جہاں غوثیت کے چاند کی نور و ضیا تم ہو

منقبت
حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

شاہِ دنیا و دیں محی الدینؒ
مہر و ماہِ مبیں محی الدینؒ

آپ سن لیں کہیں محی الدینؒ
داستانِ حزیں محی الدینؒ

اپنے جد کے امیں محی الدینؒ
نورِ دینِ مبیں محی الدینؒ

اب میں فریاد بھی کروں کس سے
کوئی سنتا نہیں محی الدینؒ

آج آسان میری مشکل ہو — کوئی مشکل نہیں محی الدین
اک بھکاری پکارتا ہے تمہیں — اور کوئی نہیں محی الدین
اس زمیں پر اس آسماں کے تلے — تم سا قادر نہیں محی الدین
مرے ایماں کو تازگی ہو عطا — تاجدارِ یقیں محی الدین

کون ہے دستگیر قاتل کا
بس تمہیں ہو تمہیں محی الدین

منقبت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

آسمانِ سخا محی الدین — آفتابِ عطا محی الدین
مرحبا! مرحبا محی الدین — یعنی صَلِّ علیٰ محی الدین
آپ سننا، کہ اب پکارے گا — اک مصیبت زدہ محی الدین
محیٔ امت کہا نہ کیوں میں نے — میں نے کیوں کہہ دیا محی الدین
یاد کرتا ہے نام لے لے کر — غم کا مارا ہوا محی الدین
آ گئے آ گئے مدد کے لئے — جب کسی نے کہا محی الدین
ہجر میں آہ تک نہ کی ہیں نے — درد سہتا رہا محی الدین
بد سے بدتر ہوا ہے حال مرا — آپ دیکھیں ذرا محی الدین

اب تو قاتل کی غیر حالت ہے
لو خبر جلد یا محی الدین

سلام عقیدت طراز

بحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سلام اے جانِ حیدرؓ، شبّر و شبیر کے جانی
سلام اے فاطمہ کے لال، اے محبوب سبحانی

سلام اے وجہ اعزاز دو عالم شاہ جیلانی
سلام اے فخرِ آدم، فخرِ عالم، فخرِ انسانی

سلام اے رازدارِ ہست و بود عالمِ امکانی
سلام اے واقفِ اسرار و رازِ باقی و فانی

سلام اے جلوۂ فرمائے سریر کشور گیتی
سلام اے شاہ ملکِ دل باندازِ جہانبانی

سلام اے شمع بزم قصرِ حسنِ اسوۂ احسن
سلام اے تابشِ خورشید افلاک خدادانی

سلام اے تاب گوہر ہائے بہائے قلزمِ ہستی
سلام اے اولین لجہ دریائے عرفانی

سلام اے فخرِ موسیٰ، رہبر طورِ خدا جویاں
سلام اے ظلِ رحمت، رحمتِ حق لطفِ ربّانی

سلام اے تاجدارِ دین و دنیا شاہِ درویشاں
سلام اے خسروِ اقلیم خوباں یوسفِ ثانی

سلام اے جلوۂ بار جلوۂ حسنِ ازل آراء
سلام اے مرکزِ انوار و عکسِ نورِ ایمانی

سلام اے باعثِ تنویر ظلمت خانۂ عالم
سلام اے جلوۂ نورِ بصیرت، غیرِ امکانی

سلام اے سرمۂ چشمِ بصیرت خاکِ نقشِ پا
سلام اے نامِ نامی برکت و الطاف رحمانی

سلام اے سروِ گلزارِ طریقت قامتِ زیبا
سلام اے نغمہ سنجِ گلشنِ فردوس رحمانی

سلام اے حاملِ حسن صفاتِ خُلقِ پیغمبر
سلام اے وارثِ رعب و جلالِ شیرِ یزدانی

سلام اے وارثِ علمِ نبی فقرِ شہ مرداں
سلام اے رونقِ بزمِ جنید و شبلی ثانی

سلام اے شارحِ رازِ حدیثِ احمدِ مرسل
سلام اے نکتہ دانِ مقصدِ آیاتِ قرآنی

سلام اے ماہرِ اثباتیت عالمِ ظاہر
سلام اے واقفِ سرِ رموز رازِ پنہانی

سلام اے ناطقِ منطق حدیثِ مصحفِ ناطق
سلام اے ناشرِ ہر حکمت پیغامِ ربانی

سلام اے حسنِ ایقاں، نورِ ایماں، نیّرِ عرفاں
سلام اے قطبِ دیں غوثِ زماں مطلوبِ یزدانی

سلام اے کعبۂ پاکاں، سلام اے قبلۂ ایماں
سلام اے سرورِ ذیشاں ازہے تشریف ارزانی

سلامِ قاتلِ مہجور حسنِ استجابت ہو
قبولِ بارگاہ غوث یہ نذرِ عقیدت ہو

منقبت شاہ جیلاں قدس اللہ سرہٗ

بہ جشنِ گیارھویں شریف

یاشہ بغداد و جیلاں آج روزِ عید ہے
یاشہ اقلیم عرفاں آج روزِ عید ہے

آپ کے در کا بھکاری مانگتا ہے آپ سے
میرے مولا، میرے سلطاں آج روزِ عید ہے

ہو عطا مجھ کو بھی اک جامِ حیاتِ سرمدی
اے محیِ دین و ایماں آج روزِ عید ہے

آپ کے در سے عطا ہوتی ہیں سب کو نعمتیں
مظہرِ اوصافِ رحماں آج روزِ عید ہے

دیکھتا ہوں جلوہ فرما، گوشۂ دل میں تمہیں
اس لئے کہتا ہوں ہاں ہاں آج روزِ عید ہے

ذرّہ ذرّہ سے چمک اٹھی ہیں خوشیاں عید کی
اے شہِ انوارِ تاباں آج روزِ عید ہے

اور تو اپنی تمنائیں کہوں کیا آپ سے
مجھ کو ہو جانے دو قرباں آج روزِ عید ہے

آج ہر مومن کے گھر میں عید مہماں ہوگئی
آپ ہوں قاتلؔ کے مہماں، آج روزِ عید ہے

منقبت

بہ سلسلۂ جلوسِ گیارہویں شریف

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ

اے جلوسِ شاہِ جیلاں، اے جلوسِ غوث پاک
تیرا شیدا ہر مسلماں، اے جلوسِ غوث پاک

ہیں غریبوں کی دعائیں تجھ سے حق میں رات دن
تیری رونق ہو فراواں، اے جلوسِ غوث پاک

تیرے دینے پر ہے تیرے مانگنے والوں کو ناز — بانٹ دے خیرات جیلاں، اے جلوس غوث پاک

ہے یہ تیری دید کا دن، یا ہے میری عید کا — اے کراچی بھر کے مہماں، اے جلوس غوث پاک

شوق چہروں پر نمایاں، ذوق سینے میں نہاں — الغرض ہر اک ہے شاداں، اے جلوس غوث پاک

سال بھر دل میں تمنّا بن کے رہ جاتا ہے تو

ہے ترا قاتل پہ احسان، اے جلوس غوث پاک

منقبت

بحضور سیّدنا غوث الوریٰ شاہِ جیلاں قدس اللہ سرہٗ

ہوا جب عزم قدرت شانِ غفاری نمایاں ہو — سپہر معرفت پر ایک ضیاء مہر رخشاں ہو

زمیں کا ذرّہ ذرّہ رشک فردوس بن جائے — فلک کا گوشہ گوشہ جس کی تابانی سے تاباں ہو

جہاں میں ہر جبل روشن مثال طور ہو جائے — کہ غنچوں کے تبسّم سے چمن میں صبح خنداں ہو

امیر وقت کی ہے منتظر مسند شریعت کی — جو ہر اسرار شریعت کے لئے مامور فرقاں ہو

کرے وہ تاجدار ملک دیں یوں بزم آرائی — کہ ہر تخت طریقت رشک تخت سلیماں ہو

صفات و ذات ایک مرکز پہ آجائیں تجلی کو — کہ بزم عالم امکاں میں روشن شمع عرفاں ہو

زمیں اتّقا پہ ہر طرف ظلمت سی چھائی ہے — ضرورت ہے کہ خورشید حقیقت نور افشاں ہو

ہوئی ہر پیکر حسن عمل پر مردنی طاری — نصیب امّت کو پھر تازہ حیات دین و ایماں ہو

یہ وقت ایسا ہے دن ایسا مکاں ایسا زماں ایسا — کہ جلد از جلد سب کو راہ پر لانے کا ساماں ہو

گھٹائیں دہریت کی چھا رہی ہیں اہل ایماں پر — دوبارہ ملت اسلام کی شمعِ فروزاں ہو

قدم ہر پیرو نقش کف پائے نبی جس کا — کہ ہر گفتار جس کی معنیٔ آیاتِ قرآں ہو

لب جاں بخش سے مردہ دلوں کو جو کرے زندہ — قلوب اہل ایماں کے لئے جو آبِ حیواں ہو

رہے گی جس کی ہستی کعبۂ اہل رضا بن کر — کہ جس کی ذاتِ عالی وجہ فخر اہل ایماں ہو

پڑھا دے پھر سبق انسانیت کے نوعِ انساں کو
وہ شاہِ اولیاء و اصفیا ہو شاہِ عرفاں ہو

وہ ہو غوثِ جہاں قطبِ زماں اسرارِ یزدانی
کہ جس سے شانِ اسلامی ہویدا ہو نمایاں ہو

توکل میں ہو سرمایہ کلیمِ فقر ہی جس کا
جو ایسا بے سر و سامان ہو وہ میر ساماں ہو

جسے دنیا و دیں میں کوئی حسرت ہی نہ ہو باقی
بس اک ناناکی اُمّت بخشوانے کا وہ خواہاں ہو

وہ قادر عبد قادر ہو یہ سب اوصاف ہوں اس میں
محی دین و ملّت ہو محی دین و ایماں ہو

اک ایسا غوث ایسا قطب الٰہی بھیج دنیا میں
جو ساری اُمّتِ محبوب میں محبوب سبحاں ہو

منقبت

بحضرت سیّدنا محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ

غرض پھر دہر میں اللہ کا چاہا ہوا آیا
غریبوں اور یتیموں کے لئے اک آسرا آیا

ہوئی آسان ہر عارف کی راہ منزلِ عرفاں
وہ صادق راہبر آیا وہ کامل رہنما آیا

حسین ایسا حسینانِ ازل میں جس کا شہرہ ہے
نشانِ دلبری آیا، بشانِ دلربا آیا

منور ہو گیا ہے آج ایوانِ طریقت بھی
وہ شمعِ لم یزل آئی وہ خورشیدِ وفا آیا

رسالت کی نیابت کے لئے جسکو چنا حق نے
وہ ہمدردِ غریباں نائبِ خیر الوریٰ آیا

وہ جس نے جان ڈالی پیکرِ دینِ الٰہی میں
وہ فخرِ ابنِ مریم، طرفہ تر معجز نما آیا

وہ غوثِ دین و ایماں قبلۂ حاجاتِ ایمانی
وہ خضرِ راہِ عرفاں، رہبرِ راہِ ھدیٰ آیا

سکھائے جس نے اسرارِ ازل تخلیقِ عالم کو
وہ استادِ سبق آموز منشاءِ خدا آیا

کیا واقف اک عالم کو رموزِ فقرِ فخری سے
وہ حق آگاہ علم نکتۂ صبر و رضا آیا

مٹا کر اپنی ہستی جسنے کی شانِ بقا حاصل
وہی اب رہنمائے منزلِ راہِ فنا آیا

عطا کی دولتِ ایماں دوبارہ جس نے دنیا کو
وہ شاہِ ذی سخا آیا، وہ شاہِ ذی عطا آیا

وہ عبد قادر و ذی اقتدار و صاحب قدرت
جمالِ مصطفےٰ و نور چشم مرتضیٰ آیا

پہنچ جائے گی کشتی امت عاصی کی ساحل تک
وہ نوح اولیا، بن کر جہاں میں ناخدا آیا

دیا عرفان عارف کو، ولایت ہر ولی کو دی
خدا کی نعمتیں ہر مستحق کو بانٹتا آیا

شہنشاہ ولایت یمنٔ عظمت بار کیا کہنا
ترا آنا نہ تھا بھر یہ احسانِ خدا آیا

وہ سلطان گدا پرور، جمال فقر کا مظہر
امیر کشور دیں، کعبۂ اہل صفا آیا

نمایاں خوبیٔ حلم حسن ہے جسکی سیرت میں
وہ جسکی ملک میں صبر شہید کربلا آیا

ازل ہی سے ضیائے کحل مازاغ البصر لے کر
وہ نور دیدہ ہائے اولیاء و اصفیا آیا

زمین و آسماں پر اب منائی جائیں گی خوشیاں
وہ غوث بیکساں آیا، وہ قطب دوسرا آیا

ادب سے گردنیں جھکنے لگیں اللہ والوں کی
جہاں میں نور چشم تاجدار ہل اتیٰ آیا

کھلے دیکھے جو قصر غوثیت کے ہم نے دروازے
سلام شوق یوں لب پر بطرز التجا آیا

منقبت بہ موقع جلوس غوثیت

یوں لئے بھرتا ہوں ارمانِ جلوسِ غوث پاک
آنکھ مصطر، دل پریشانِ جلوسِ غوث پاک

لب پہ یا غوث، آنکھیں ہیں تر دل میں کھٹک
مختصر سا ہے یہ سامانِ جلوسِ غوث پاک

اس سے دنیا کی عقیدت مندیاں وابستہ ہیں
اس قدر پھیلا ہے دامانِ جلوس غوث پاک

آسمان پیر تجھ کو دید کا ارمان تھا
دیکھ کتنے ہیں جوانانِ جلوس غوث پاک

مومنوں میں ہر طرف اعلان رحمت ہوگیا
یعنی یہ ہے صدقۂ شانِ جلوس غوث پاک

آسمان سر پر اٹھالو نعرۂ یا غوث سے
دیکھتے کیا ہو جوانانِ جلوس غوث پاک

دیکھ تا تل بادۂ بغداد کی رنگت تو دیکھ
جھومتے پھرتے ہیں مستانِ جلوس غوث پاک

منقبت

سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس اللہ سرہٗ

ہر سمت دیکھتا ہوں نور و ضیائے خواجہؒ
صلِّ علیٰ یہ حسن ذوقِ لقائے خواجہؒ

ہیں میرے دیدہ و دل جلوہ سرائے خواجہؒ
جاں ہے نثار خواجہ، دل ہے فدائے خواجہؒ

جب تک نہ تھی ضرورت خواجہ حجاب میں تھے
جب آ پڑی ضرورت تشریف لائے خواجہؒ

لختِ دلِ جنابِ مشکل کشا کا صدقہ
یارب تو رحم فرما مجھ پر برائے خواجہؒ

ممکن نہیں کہ بھٹکے مستانۂ طریقت
نقش و نشانِ منزل ہے نقشِ پائے خواجہؒ

ہستی کی ظلمتوں میں یہ ہے چراغ رہبر
دل میں لئے ہوئے ہوں داغِ ولائے خواجہؒ

ان مے پرستیوں پر صدقے ہے زہد و تقویٰ
میں نے پیا ہے بھر کر جامِ ولائے خواجہؒ

شاہوں کو رشک میری قسمت پہ کیوں نہ آئے
حق نے بنا دیا ہے مجھ کو گدائے خواجہؒ

ایمان و دل تصدق ان دل نواز لبوں پر
میں نے جہاں پکارا، تشریف لائے خواجہؒ

صادق ہے جذبِ دل تو، مٹ جا رہِ طلب میں
کانوں میں آرہی ہے، پیہم نوائے خواجہؒ

قائل میں حسنِ حق کی ہر شان پر ہوں شیدا
میں ہوں فدائے خواجہؒ، دل ہے فدائے خواجہؒ

منقبت بحضور سلطان الہند

خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ

ذرّہ پرور آفتابِ چشت یا خواجہ معینؒ
آسمانِ صبر و تسلیم و رضا خواجہ معینؒ

ہو جدائے خدا ہے آپ کا خواجہ معینؒ
خاندانِ چشت کے ہو ناخدا خواجہ معینؒ

یہ گدا اور وصف لکھے آپ کا خواجہ معینؒ
آپ ہیں ظلِ نبی، ظلِ خدا خواجہ معینؒ

آپ دریائے کرم ابرِ سخا خواجہ معینؒ
جوش پر ہے آپ کا بحرِ عطا خواجہ معینؒ

سلام بدرگاہ غوث الانامؒ

سلام اے مہرِ جیلاں السّلام اے ماہِ بغدادی
جہانِ راز کے رہبر مکانِ ناز کے ہادی

سلام اے غوثِ اعظمؒ السّلام اے قطبِ عالم
ترے نامِ مبارک نے دلادی غم سے آزادی

سلام اے شاہِ شاہاں السّلام اے سطوتِ دوراں
غریبوں اور محتاجوں کی بگڑی بات بنوادی

سلام اے پیرِ پیراں السّلام اے شیخِ انس و جاں
مراد اک ایک بیکس کی خدا سے لے کے دلوادی

سلام اے شیرِ وحدت السّلام اے مظہرِ کثرت
تم اپنے جدّ امجد کی غریب اُمّت کے ہو ہادی

سلام اے راحتِ جاں السّلام اے جانِ مشتاقاں
سکونِ قلب کی تعلیم ہر مومن کو فرمادی

سلام اے ماہِ ایقاں السّلام اے نیّرِ ایماں
ریاضِ دہر کی اِک ایک دھندلاہٹ بھی چمکادی

خوشہ چینو! باغِ سنجر کی ہوا چلنے لگی
اور مقدر سے گُل تازہ کھِلا خواجہ معینؒ

ساقیانِ بادۂ وحدت کا جب آیا ہے ذکر
جھوم کر دل نے کہا صد مرحبا خواجہ معینؒ

دور ہو جائے سیہ بختی، بلا سر سے ٹلے
دیکھ لوں اک دن جو وہ زلفِ رسا خواجہ معینؒ

ہے شہنشاہوں کے شاہنشاہ کا در اور میں
کون سنتا ہے مری آہ و بکا خواجہ معینؒ

شکر ہے پروردگارِ دو جہاں کا شکر ہے
صبر ہے اللہ نے جو کچھ دیا خواجہ معینؒ

آپ سے پوشیدہ کیا ہے جو بتاؤں آپ کو
آپ پہ روشن ہے سارا ماجرا خواجہ معینؒ

ناامیدی کے ہوئی ہے پاس جس دن سے امید
کھینچ لائی آپ کی چوکھٹ پہ یا خواجہ معینؒ

آپ کے فضل و کرم سے مشکلیں حل ہوں مری
لوگ کہتے ہیں کہ ہیں مشکل کشا خواجہ معینؒ

واؔئل خستہ کی حالت رحم کے قابل ہے آج
کیجئے اس شخص کے حق میں دُعا خواجہ معینؒ

منقبت

بحضور خواجۂ غریب نواز قدس سرہٗ

نگاہِ لطف جو اُن کی دلنواز ہو جائے
نیاز مند کو حاصل نیاز ہو جائے

جو وقفِ در پہ جبین نیاز ہو جائے
یقین ہے کہ ہماری نماز ہو جائے

خیالِ کاکلِ خواجہ میں جی بہلتا ہے
شبِ فراق سے کہدو دراز ہو جائے

معینِ دین ہو محمودِ دوجہاں تم ہو
ہر ایک شاہ نہ پھر کیوں ایاز ہو جائے

ہو دو جہان میں قاؔئل کی آبرو خواجہؒ
تمہارے در پہ اگر سرفراز ہو جائے

منقبت بہ حضور
علاؤالدین صابر کلیریؒ

اے نورِ نگاہ شاہ امم سلطان علاؤالدین صابرؒ
اے بحرِ سخا دریائے کرم سلطان علاؤالدین صابرؒ

ہو جس پہ عطا کی ایک نظر مقبول ہو پھر وہ خادمِ در
مشہورِ زمانہ جود و کرم سلطان علاؤالدین صابرؒ

دکھ کتنے کہوں کتنے نہ کہوں گنتی ہی نہیں کس کس کو کہوں
دس بیس نہیں سو لاکھ ہیں غم سلطان علاؤالدین صابرؒ

پرنور ہیں سب دشت و صحرا ہر چیز یہاں کی کیف افزا
کلیر ہے کہ گلزارِ ارم سلطان علاؤالدین صابرؒ

کس شے کی خزانوں میں ہے کمی بھر دیجئے یہ خالی جھولی
محتاج ہوں یا شاہِ عالم سلطان علاؤالدین صابرؒ

کیا اے کے نہ جائیں مراد اپنی کیا آج نہ پائیں داد اپنی
اے چشت کی جاں، جانِ عالم سلطان علاؤالدین صابرؒ

صہبائے محبت پیتا ہے اس شغل میں قاتل جیتا ہے
اللہ کرے ہو کیف نہ کم سلطان علاؤالدین صابرؒ

منقبت
حضور شاہ حاجی پیر قدس اللہ سرہٗ

مری خلقت کا ہر ذرہ ہوا میں اڑ کے آیا ہے
فضا کہتی ہے حاجی پیرؒ نے مجھ کو بلایا ہے

درِ دولت پہ کب یہ قافلہ بے وجہ آیا ہے
تمنا کوئی لائی ہے کوئی ارمان لایا ہے

میں اس قادر کا کہلاتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے
تمہیں مولا بنایا ہے مجھے بندہ بنایا ہے

بھرے دربار میں سرکار خالی ہاتھ آیا ہوں
محبت کھینچ لائی ہے عقیدت لیکے آیا ہے

بڑی بندہ نوازی ہے بڑے الطاف ہیں جس کے
اسی خلقِ مجسّم کے درِ اقدس پہ آیا ہے

زمانے کی مرادیں بھرنے والے کیا کہوں تجھ سے
خبر ہے کون آیا ہے اور کیا ارمان لایا ہے

سخی سمجھا ہے تجھ کو اس لئے در کھٹکھٹایا ہے
زمانے بھر کی جو مجبوریوں کو ساتھ لایا ہے

لئے بیٹھے ہو دولت جس شہِ بغداد و جیلاں کی
اسی کا ایک غلام کمترین چوکھٹ پہ آیا ہے

مقدر میں اگر لکھا نہیں ہے کچھ تو اب لکھ دو
یہ قاتلؔ آپ سے قسمت بدلوانے کو آیا ہے

منقبت

بہ حضور شاہ عبدالحق قدس اللہ سرہٗ المعروف بہ حاجی ملنگ بمبئی

چلا جب دو قدم تو رک گئی گردش زمانے کی
تعالیٰ اللہ کتنی، منزلت ہے آستانے کی

سخاوت اس قدر مشہور ہے اس آستانے کی
کہ للچائی نگاہیں پڑ رہی ہیں اک زمانے کی

ان الطاف اور ان اکرام کا ہو شکریہ کیونکر
مجھے توفیق بخشی آپ نے منت بڑھانے کی

عطا فرمائے وہ بھی تمنا جس کی دل میں ہے
مرادیں پوری ہوتی دیکھتا ہوں اک زمانے کی

جو اک دو حسرتیں ہوتیں تو میں خاموش ہو جاتا
مگر میں آرزوئیں ساتھ لایا ہوں زمانے کی

کوئی کچھ لیکے جاتا ہے، کوئی کچھ دے کے جاتا ہے
یہیں لے جاتا ہوں ساتھ اپنے عقیدت آستانے کی

پھر اپنے خادمانِ در کو کیوں مجبور رکھا ہے
ہے روشن آپ پر مولا جو حالت ہے زمانے کی

ہیں اُن کا واسطہ دیتا ہوں جن کا واسطہ تم ہو
یہی ہیں آخری کڑیاں مرے غم کے فسانے کی

یہ دونوں آرزو لیکر رہوں میں تا کہ زندہ
مدینے کی ہے حسرت اور اک بغداد جانے کی

بہت بے چین آیا ہوں، بہت ارمان لایا ہوں
عقیدت کھینچ لائی ہے مجھے اس آستانے کی

نہ جانے پر بھی مجھکو، اس طرف جانا ہی پڑتا ہے
طلب خود وجہ بن جاتی ہے اُن کے در پہ جانے کی

کوئی دیکھے تو اس جذب و کشش کا کیا ٹھکانا ہے
ہر اک شئے میں نظر آتی ہے صورت آستانے کی

کھلے بندوں جو کہنا ہے وہ کہدے آستانے پر
ضرورت کیا ہے اے قاتلؔ تجھے حیلے بہانے کی

منقبت

حضرت سیدنا شاہ ضیاء الدین جے پوری قدس اللہ سرہٗ

ضیائے راجپوتانہ، ضیاء الدین جے پوری
ملے اک جام مستانہ، ضیاء الدین جے پوری

عجب ہے فیض کا عالم، مٹائے سیکڑوں کے غم
دکھایا لطفِ شاہانہ، ضیاء الدین جے پوری

کسی مقصد سے آیا ہے، کوئی امید لایا ہے
یہ دیوانوں کا دیوانہ، ضیاء الدین جے پوری

زمانے بھر کی سنتے ہو مری بھی عرض سن لیجے
ہے اک پُر درد افسانہ، ضیاء الدین جے پوری

مری مشکل نہیں مشکل، نہ ہو آساں جو اِس در پہ
یہ ہے دربار شاہانہ، ضیاء الدین جے پوری

تمہارا آستاں ڈھونڈھا تمہارا آسرا پکڑا
رہوں کب تک میں بیگانہ، ضیاء الدین جے پوری

تو پھر کیا دیر ہے کیوں عرض پوری کی نہیں جاتی
دکھا دو شانِ شاہانہ، ضیاء الدین جے پوری

شکایت ہے نہ شکوہ ہے فقط عرضِ تمنّا ہے
ہے اک عرضِ غلامانہ، ضیاء الدین جے پوری

جو کوئی سن نہیں سکتا جو کوئی کہہ نہیں سکتا
وہ ہے فائقؔ کا افسانہ، ضیاء الدین جے پوری

منقبت

حضرت شاہ شیخ العارفین قدس اللہ سرہٗ

نیّرِ عرفاں ہے وصفِ شانِ شیخ العارفینؒ
مشرقِ ایماں رخِ تابانِ شیخ العارفینؒ

کب کوئی توصیف ہے شایانِ شیخ العارفینؒ
نطق سے بالا ہے شرحِ شانِ شیخ العارفینؒ

دونوں عالم ہو گئے قربانِ شیخ العارفینؒ
مرحبا! حسنِ رخِ تابانِ شیخ العارفینؒ

اپنے لطفِ خاص سے حق نے وہ دل بخشا مجھے
جاگزیں جس دل میں ہے ارمانِ شیخ العارفینؒ

دیدۂ پرشوق، محوِ آرزوئے شوقِ دید
دل اسیرِ کاکلِ پیچانِ شیخ العارفینؒ

ہمسرِ اوجِ فلک یا ہمسرِ عرشِ علا
کیا کہوں میں رفعتِ ایوانِ شیخ العارفینؒ

باعث برکت بنا ہے بہر لطف ایزدی ابر رحمت، گوشۂ دامانِ شیخ العارفینؒ
حق سے پلتے ہیں حقیقت میں حیات سرمدی کشتگانِ خنجر مژگانِ شیخ العارفینؒ

میں ہوں قائلؔ نغمہ سنج گلستانِ منقبت
کہتے ہیں سب طوطی بستانِ شیخ العارفینؒ

منقبت بشانِ شاہ فخر العارفینؒ

مایۂ نازِ جہاں، سلطان فخر العارفینؒ رازدار کن فکاں سلطان فخر العارفینؒ
ہادی ہر دو جہاں سلطانِ فخر العارفینؒ واقف کون و مکاں سلطان فخر العارفینؒ
معرفت کو کر دیا ہے زندہ یا حیؔ آپ نے اس میں کیا شک کیا گماں سلطان فخر العارفینؒ
بحم بنگالہ ہیں آپ اور ماہ مرزا کھل شریف نیّر ہندوستاں سلطان فخر العارفینؒ
آپ ہیں شاہِ جہانگیر اور نہ جانے کیا ہیں آپ برتر از وہم گماں سلطان فخر العارفینؒ
غوث "مرزا کھل" ہی کیا ہیں غوث ہیں بنگال کے غوث بھی غوثِ جہاں سلطان فخر العارفینؒ
وہ زمیں جس پر قدم رکھا خرام ناز سے بن گئی ہے آسماں، سلطان فخر العارفینؒ
ہو جہانگیر و جہاندارِ جہانِ معرفت بلکہ ہو جانِ جہاں سلطان فخر العارفینؒ

ذات اقدس آپ کی مجموعۂ کل اولیاء
ہے یہ قائلؔ کا بیاں، سلطان فخر العارفینؒ

منقبت حضرت شاہ رضا قدس اللہ سرہٗ

حد سے بڑھی ہوئی ہے اندوہگیں کی حسرت سجدوں سے بھی نہ نکلی اپنی جبیں کی حسرت
دل خانہ خدا ہے اس میں مکیں کی حسرت عرش بریں کو ہے اک کرسی نشیں کی حسرت
مل جائیں کاش ٹکڑے کچھ دامنِ جنوں کے کوتاہ دستیوں کو ہے آستیں کی حسرت

دونوں جہاں سے فارغ تیرے فدائی نکلے / دنیا و دیں پہ چھوڑی دنیا و دیں کی حسرت

چوکھٹ پہ اُن کی حاصل ہے فخر سربلندی / اب کیوں کریں گے خادم عرشِ بریں کی حسرت

ہے ان کا آستانہ اک دلکش آستانہ / دل میں وہیں کی حسرت دل ہیں وہیں کی حسرت

ہم کو درِ وفا پر ہے عیشِ جاودانی / واعظ تجھے مبارک خلدِ بریں کی حسرت

دل اک ذرا سی خلوت ہے اس میں ان کی حسرت / چھوٹا سا ایک مکاں ہے اسکو مکیں کی حسرت

طوفِ اس کی بزم کا ہو، پامال نقشِ پا ہو / وہ آسمان کی خواہش، یہ ہے زمیں کی حسرت

بسمل بنا رہی ہے سفّاک اُن کی آنکھیں
قاتلؔ نکل رہی ہے جانِ حزیں کی حسرت

منقبت

سیّدنا حضرت شاہِ رضا قدس سرّہٗ العزیز

اے واقفِ رازِ رہِ ہدیٰ اسرار کے محرم شاہ رضاؒ / اے مرشدِ پاکاں شاہِ رضا اے رہبرِ عالم شاہ رضاؒ

ہو وصف تمہارا کس سے بیاں مدحت سے مری قاصر ہے زباں / اے حُسنِ سراپا حُسنِ قدم اے حُسن بچشم شاہ رضاؒ

امداد مریدوں کی کیجئے اور اُن کو سہارا ابھی دے دیجئے / اب ان کی خبر جلدی لیجئے ہے وقت بہت کم شاہ رضاؒ

ہر شمع کے کچھ پروانے ہیں ہر ساقی کے کچھ مستانے ہیں / ہم آپ ہی کے دیوانے ہیں اے نورِ مجسّم شاہ رضاؒ

ہوگی نہ توجہ اس پہ اگر ہو جائے گی دنیا زیر و زبر / شیرازۂ عالم دم بھر میں ہو جائے گا برہم شاہ رضاؒ

قاتلؔ پہ نگاہِ لطف و عطا، قاتلؔ کو ملا ہے جود و سخا
قاتلؔ کے مربّی شاہ رضا، قاتلؔ کے مکرم شاہ رضاؒ

منقبت بہ شانِ

حضور پُر نور شاہ عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

پی کے میخانے سے ہم جامِ شکور آئے ھیں
میکشو! آج بڑے کیف و سرور آئے ھیں

پتّے پتّے پہ چمن کے ہیں بہاریں رقصاں
نغمہ سنجی پہ جو گلشن کے طیور آئے ھیں

آئے بیمار کی بالیں پہ مسیحائے زماں
یا کلیم آج سرِ وادیٔ طور آئے ھیں

مجھ سے پوچھا جو صبا نے یہ خوشی کیسی ہے
تو اسے میں نے بتایا کہ حضور آئے ھیں

ایک میں ہی نہیں گلہائے چمن کا گل چیں
ہاں مگر کچھ مرے حصّے میں ضرور آئے ھیں

کہاں لاہور کہاں شہر سکندر آباد
کتنی منزل سے شہنشاہِ غیور آئے ھیں

عید سے پہلے ہی عید آئی جہاں میں قاتلؔ
ماہ عید آیا ہے یا شاہ شکور آئے ھیں

منقبت

بحضور حضرت شاہ شکور قدس اللہ العزیز

دشت غیر آباد میں اور گلشنِ آباد میں
تم بہر صورت عیاں ہو عالمِ ایجاد میں

اللہ اللہ کیف کتنا ہے تمہاری یاد میں
آج نغموں کی سی لذت ہے مری فریاد میں

موجزن ہر وقت ہے رگ رگ میں اک طوفانِ درد
کس قدر گنجائشِ غم ہے دلِ برباد میں

تم سلامت ہو تو ہے اس میں بہارِ جاوداں
خاک کیوں اُڑنے لگی! مرے دلِ برباد میں

مجھ سے اب کیوں ہو رہا ہے دین و ایماں کا سوال
میں تو سب کچھ بھول بیٹھا ہوں تمہاری یاد میں

ہے ید اللہ فوق ایدیہم مرا تکیہ کلام
آشیانہ ہو مرا کیوں پنجۂ صیاد میں

حسرت کیف و کرم ان کی نظر سے کیا کروں
میں ابھی کھویا ہوا ہوں لذتِ بیداد میں

حاتمِ ملکِ ولا ہیں حضرت شاہ شکورؒ
بارشِ نصرت ہے اے قاتلؔ نصیر آباد میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک سچا واقعہ کرامت

سرکار غوث الاعظمؓ

جس کو ہمارے حضرت قبلہ عالمؒ نے نظم فرمایا

خادم گوشہ نشین تھا میں جہاں میں ہر چند — تا مجھے جلوتِ ہنگامہ سے پہنچے نہ گزند

لیلئ بزم کے ایما سے مگر اے قاتل — قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

عالمِ سرّ میں ظہورِ پیرانِ پیرؓ

لئے گلگشتِ باغ حمد اس صورت سے جانا ہو — زبانِ غنچہ گلہائے معانی کا شگوفہ ہو

نگارِ آمد و آورد رنگِ نظم لایا ہو — قلم کا سر قلم بھی اس روش سے ہو تو پھر کیا ہو

وہاں پر طائرِ مضمون کس کے ہاتھ آتا ہے

جہاں ہر حلقۂ فکرِ رسا آنکھیں دکھاتا ہے

ہوائے گلشنِ حمد و ثنا سے بوئے وحدت ہے — گلوں میں رنگ کثرت بلبلوں میں رنگ وحدت ہے

یہاں منہ بند کلیوں میں طریقت کی نفاست ہے — ثنائے باغبانِ لم یزل یزدانِ قوت ہے

نرالے گل کھلائے ہیں انوکھا ہے یہ حسن تیرا

ظہورِ پنجتن ہے اے مرے مولا جتن تیرا

عنایت سے اس امت کو دیا تو نے حبیب اپنا — خطاب خاص دینا تھا کہ بھیجا ہے خطیب اپنا

مقامِ غور ہے اللہ اکبر یہ نصیب اپنا — اِدھر ایجاب ہے اپنا اُدھر ہے وہ مجیب اپنا

خدا اپنا نبیؐ اپنا عجب قسمت ہماری ہے
اِدھر دوزخ پہ قبضہ ہے اُدھر جنت ہماری ہے

گنہگاروں کے حامی یا شفیع المذنبیں تم ہو ظہورِ شانِ رحمت رحمۃ للعٰلمین تم ہو
شہ اسریٰ سرِ عرش بریں کرسی نشیں تم ہو خدا شیدا ہے جس صورت پہ وہ روشن جبیں تم ہو

تمہاری ذات ذاتِ خاص رحماں کی مرحمت ہے
تمہارا نور نورِ پاک یزداں کی عنایت ہے

غلامانِ غلام احمدؐ مختار افضل ہیں بظاہر میں تو آخر ہیں مگر باطن میں اوّل ہیں
قیامت میں نظر آئینگے جو کچھ ان کے کس بل ہیں انھیں کے واسطے فردوس کی حوریں بھی بیکل ہیں

جزاک اللہ کیا کیا مرتبہ پائے غلاموں نے
انھیں کے واسطے چھڑکی ہے جاں ان کے اماموں نے

امام اور وہ امام اللہ اکبر مہر و ماہ و دیں ضیا شمس و قمر ہیں جن کی ٹھہری باعث تزئیں
انھیں کی خاص اک تنویر ہیں سلطان محی الدینؒ کہ قائم کر گئی جن کی جھلک اسلام کا آئیں

یہ ہیں لختِ دلِ حسنینؑ فرزند علیؑ یہ ہیں
قدم بردارِ دوشِ اطہر خیر النبیؐ یہ ہیں

گلِ گلزار سجاد و نسیم جعفرؓ و باقرؓ علی موسیٰ رضاؓ موسیٰ کاظمؓ کے گلِ خوشتر
بہار سرّی سقطی جنیدی بزم کے ساغر سرور شبلی و عبد العزیز پاک کے جوہر

وہ کیف عبد واحدؒ وہ سعیدیؓ رنگ و کیفیت
وہ لطف بادۂ وحدت وہ دورِ ساغر کثرت

تمہیں نے پار بیڑے سیکڑوں آقا لگائے ہیں تمہیں نے سیکڑوں ڈوبے ہوئے تختے ترائے ہیں
تمہارا نام لیوا جب کسی آفت میں آیا ہے تمہیں پہنچے ہو جا کر کام سب بگڑے بنائے ہیں

دو عالم میں تمہاری دستگیری کی ضرورت ہے

تمہارا دستِ پُر انوار گویا دستِ قدرت ہے

تمہیں شیخ المشائخ ہو تمہیں محبوبِ سبحانیؒ — تمہیں فخر الولی ہو اور تمہیں مطلوبِ ربانیؒ

تمہیں ہو قطبِ عالم اور تمہیں غوثِ صمدانیؒ — محی الدین جیلانیؒ، محی الدین جیلانیؒ

معینِ بیکساں ہو چارۂ بیچارگاں تم ہو

فقط مرہم بہ زخمِ دل آزردگاں تم ہو

مرے ساقی پلادے ہاں پلادے بادۂ اطہر — تصدق چشمِ میگوں کا ملیں لبریز دو ساغر

ترے کاندھے پہ روشن ہے جو پائے ساقیٔ کوثر — مقدر تو نے پایا ہے ترا پایہ ہے بالا تر

اشارہ تیرا ہو جائے تو میں سرشار ہو جاؤں

توجہ سے تری پل مارتے ہی پار ہو جاؤں

ملے اتنی کہ جتنی کوئی پی کر جھیل سکتا ہے — زیادہ تجھ سے مانگوں تو سمجھ لینا بہکتا ہے

کوئی یہ پھول پیکر موسمِ گل میں دہکتا ہے — کسی کے چہرۂ تاباں پہ کندن سا دمکتا ہے

چھپائے سے نہیں چھپتا سرورِ بادۂ عرفاں

ہزاروں میں ہو لاکھوں میں ظہورِ بادۂ عرفاں

مجھے تھوڑی سی پینی ہے مجھے ہشیار رہنا ہے — ذرا سا مست ہونا ہے ذرا سرشار رہنا ہے

خمار آلودہ نظروں سے گھڑی بھر چار رہنا ہے — مرے خامہ کو تیرے وصف میں دُربار رہنا ہے

مجھے وہ کیف دے جس سے جھجک دل کی نکل جائے

سرور آنکھوں میں آئے دو منٹ کو جی بہل جائے

ترے صدقے مرے ساقی ترے قرباں — خبر لینا ترے بیمار کی جس وقت نکلے جاں

بوقت ڈالیں جب ڈیرے یماں ہو شیطاں — تو میرے لب پہ جاری کلمۂ توحید ہوش س

ذرا تربت میں آ جانا سلجھ لینا نکیروں سے

اُلجھ پڑتے ہیں یہ ناحق عدم کے راہگیروں سے

جنابِ غوث الاعظمؒ کی کرامت سامعین سن لیں
ہوئی کس طرح بیکس کی اعانت سامعین سن لیں

یہ قصہ اور قصہ کی حقیقت سامعین سن لیں
خدا نے دی ہے کیا حضرت کو قدرت سامعین سن لیں

سنا ہے ڈوبنے والوں کا پانی پر ابھر رہنا
کنوئیں میں گر کے لیکن سخت مشکل ہے ادھر بہنا

سنا ہوگا ریاست جودھپور ایک راج ہے اعلیٰ
یہی ہے مارواڑ اور ملک ملک راجپوتانہ

اسی کا ایک علاقہ ہے کہ مالانی ہے نام اُس کا
قریباً پانچ سو گاؤں اور قصبے بھی ہیں کچھ زیادہ

علاقہ میں ہے مالانی کے موضع ایک عالم سر
ہے قرب سندھ سندھی اسلئے بستے ہیں آ آ کر

قبول ایک شخص سندھی بھی اسی موضع میں رہتا تھا
مگر انسان کی صورت میں شیطان سراپا تھا

نہ گاؤں والوں سے ملتا نہ ہمسایوں سے ایکا تھا
ہمیشہ اپنی منکوحہ سے یہ لڑتا جھگڑتا تھا

وہ جتنا بدخصائل تھا یہ اتنی نیک سیرت تھی
جنابِ غوث الاعظمؒ سے اسے بیحد عقیدت تھی

قبول اپنے مظالم سے نہ باز آیا، نہ باز آیا
نیا اک ظلم مہین پر ستم پیشہ نے یہ ڈھایا

کیا عقد ایک سندھن سے عذاب تازہ لے آیا
جلایا اُس کو ہر صورت سے ہر پہلو سے ترسایا

مگر وہ نیک بندی تھی خدا کا شکر کرتی تھی
جفائیں جھیلتی تھی صبر طاعت پہ مرتی تھی

زمانہ سفلہ پرور ہے نئی رنگت جماتا ہے
جو ضبط آہ کرتے ہیں انھیں اکثر جلاتا ہے

خدا سے ڈرنے والوں کو بہت آنکھیں دکھاتا ہے
مگر چکر پہ جب چڑھتا ہے کیا کیا منہ دکھاتا ہے

نظر بازوں میں اسکی یہ بلندی عین پستی ہے
کسی مظلوم کی آہوں سے لچھے اسکی ہستی ہے

یہاں تک نوبت آئی کہ ایک دن اُس کو بھڑکایا
قبول آیا تو جھلاتا ہوا مہین کے گھر آیا

اُسے سوتن کے کہنے سے بہت مارا بہت پیٹا　　کہ بیچاری نے مرنے کے سوا دیکھا نہ کچھ چارا

بہت رونا اُسے آیا گرفتاریِ قسمت پر
نہ کچھ اُس کے جور پر روئی کچھ اپنی زار حالت پر

اسی حالت میں روتے روتے اُس کو یہ خیال آیا　　کہ ایسی زندگی سے تو بہت بہتر ہے مر جانا
خیال آتے ہی اُس نے اپنے بچے کو بھی گھر چھوڑا　　لیا گھر سے نکل کر اک کنوئیں کا راستہ سیدھا

یہ سوچی ڈوب کر اس چاہ میں میں جاں کھوتی ہوں
خدا ہی آبرو رکھے میں بات اپنی ڈبوتی ہوں

معاً لیکن خیال آیا معاذ اللہ کیا سوجھی　　الٰہی فرض کر دم میں کوئیں میں بھی اگر ڈوبی
ہے ناحق جان کا کھونا یہ موت اچھی نہیں میری　　قیامت میں خدا کو کس طرح میں منہ دکھاؤں گی

اگر گھر لوٹ کر جاؤں وہی غصہ ہے شوہر کا
جو مر جاؤں تو کھٹکا جان پر ہے روزِ محشر کا

جوابِ حشر کا میہن کے دل میں جب سوال آیا　　تو بس کیا پوچھتے ہو غمزدہ پر اک وبال آیا
مگر پھر دفعتاً چہرے پہ نورِ بے مثال آیا　　جنابِ غوثؒ یاد آئے عقیدت کا خیال آیا

کہا یہ واہی کیا ہے وہ مرے آقا بچا لیں گے
عذابِ قبر سے محشر کی پرسش سے چھڑا لیں گے

نظر اُس نے اٹھائی جانبِ بغداد حسرت سے　　پکاری دیکھئے میں تنگ آئی ہوں مصیبت سے
وہ اس سوتن کی آفت اور شوہر کی شرارت سے　　سمجھتی ہوں میں بہتر موت اس جینے کی ذلت سے

خدا سے روزِ محشر آپ کہہ دیں داستاں میری
کہ عزت کے تحفظ میں گئی ہے مفت جاں میری

گری کوئیں میں میہن غوث الاعظم المدد کہہ کے　　یہ دیکھا ماجرائے خودکشی جو کھیت والوں نے
حکومت میں خبر دی دوڑ کر دو چار نے جا کے　　کیا سب عرض حاکم سے جو کچھ دیکھا تھا آنکھوں سے

وہاں اس دم تھا منشی رام داس حاکم حکومت میں
بہت ہی نیک دل اور پاک طینت تھے حقیقت میں

سنا جب گاؤں والوں سے انھوں نے ماجرا سارا — تو فوراً اس کے خاوند اور غواصوں کو بلوایا
لئے کچھ آدمی ہمراہ موقع کنوئیں کا دیکھا — پھر ایک جھولے میں بیٹھا اور نیچے غوطہ خور اترا

یہاں کوئیں وہ گہرے ہیں جھانکے سے غش آئے
ہزاروں آفریں اس پر جو کنوئیں میں اتر جائے

غرض ڈرتا ڈرتا اب وہ سطح آب پر پہنچا — یہاں جھولے کو روکا اور ڈالا پانی میں کانٹا
کوئی کپڑا ابھی جب کانٹے میں مہین کا نہیں الجھا — تو ہمت باندھ کر خود ہی لگایا پانی میں غوطا

سنبھالا چپہ چپہ چھان ڈالا سب کنواں اس نے
نہ پایا ڈوبنے والی کا لیکن اک رواں اس نے

یہاں حیران ہو کر اب وہ غوطہ خور کہتا ہے — کہ میں نے چپہ چپہ اس کوئیں کا چھان مارا ہے
نہ مہین مجھ کو ملتی ہے نہ اس کا کھوج ملتا ہے — مگر جس نے حکومت میں خبر دی ہے وہ جھوٹا ہے

کوئی ڈوبا ہوا ہو تو نکالوں چاہ سے باہر
خبر مخبر کی لینی ہے جو آلوں چاہ سے باہر

دیا پھر حکم حاکم نے کہ اچھا کھینچ لو اس کو — قریب شام ہے سورج بھی اب آیا ہے چھپنے کو
بہت ممکن ہے گہرائی سے تاریکی سے ڈرتا ہو — چلو کل دن نکلتے ہی پھر آ دیکھیں گے موقع کو

اتاریں گے پھر اس کنوئیں میں دو تین آدمی اک دم
نہ ہوگا خوف تاریکی سے ان لوگوں کا یہ عالم

ادھر اوپر سے کھینچا کھینچنے والوں نے وہ رسا — ادھر نیچے سے نصف چاہ تک جب آ گیا جھولا
معلق اک طرف مہین کو غوطہ خور نے دیکھا — ادھر بالکل ہوا پر ہے سہارا کچھ نہیں اصلا

وہ چلایا کہ دیکھو ہے کھڑی مہین اسے کھینچو

مبادا اب یہ گر جائے کنوئیں میں اور جھگڑا ہو

کنوئیں سے اس کو کھینچا اور پوچھا ماجرا سارا
بیاں سب کر دیا عورت نے جو تھا واقعہ گذرا

وہ اس سوتن کا بھڑکانا وہ لڑنا اسکے شوہر کا
وہ گرتے وقت کنوئیں میں ذرا خوفِ خدا آنا

وہ تسکین دل کی ہو جانی خیال غوث اعظم سے
وہ امیدِ کرم ہونی خداوند دو عالم سے

کنوئیں میں جب میں کودی تھی نظر آتا تھا اندھیارا
مگر گرتے ہی میں نے اک اُجالا نور کا دیکھا

وہاں تشریف فرما تھے مرے آقا مرے مولا
مجھے خود اپنے ہاتھوں پر جناب غوثؓ نے روکا

کہا جو لوگ ہم کو بے کسی میں یاد کرتے ہیں
مصیبت میں ہم اُن کی اس طرح امداد کرتے ہیں

بس اتنا میں نے دیکھا تھا کہ اس کے بعد غش آیا
اب آیا ہوش بھی مجھکو تو ایسے وقت ہوش آیا

مجھے کنوئیں سے باہر آپ نے جھولے میں جب کھینچا
ذرا غواص سے تو پوچھئے اس نے بھی کچھ دیکھا

شہنشاہِ ولایت کیا نظر آئے نہیں اُس کو
مرے والی مرے آقا نظر آئے نہیں اُس کو

سنا لوگوں نے اور حاکم نے جب یہ حال عورت سے
تعجب ہو گیا اُس دستگیری سے کرامت سے

کوئی انکار کر سکتا ہے حضرت کی فضیلت سے
دیا ہے رتبۂ اعلیٰ خدا نے اپنی قدرت سے

جو ہو انکار اس میں منکرانِ غوث اعظمؓ کو
تو سُن لیں غور سے کہنا ابھی باقی ہے کچھ ہم کو

رزیڈنسی میں ہوتے ہیں مقدمے اُس علاقے کے
اِسی باعث سے مہتن کے بھی کاغذ جودھپور آئے

سنی روداد ساری جبکہ ریزیڈنٹ صاحب نے
تو عالم سر مسل لے کر وہ تحقیقات کو پہنچے

سراسر راست پاکر ہر بیاں کو فیصلہ لکھا
کہ ثابت اِس پہ ہے اقدام جُرم خودکشی مانا

مگر چوں کہ معاون ایک روح پاک تھی اِسکی　　ہوئی امدادِ غیبی اور ملی اس کو مدد غیبی

کنوئیں میں ڈوب کر ورنہ یہ کب کی مرگئی ہوتی　　تو اس صورت میں مجھ سے بھی سزا دیجا نہیں سکتی

نہ آئندہ ستائے گا ضمانت اس کی شوہر دے

عدالت کیوں نہ حفظِ جانِ عورت کے مچلکے لے

مسمّطات

مخمس بہ صنف تغزل

رفعتِ سینا ہے شامل اوجِ بام یار میں طور پر بے ہوشیاں جو تھیں کلیم زار میں
جمع ہیں وہ سب تمہاری نرگس بیمار میں بیخودی کھوئی گئی محو جمال یار میں
ہوشیاری جلوہ گر ہے طالبِ دیدار میں

دو جہاں وابستہ تار گیسوئے خم دار میں عیسوی اعجاز ہیں لب ہائے گوہر بار میں
دولت کونین بستہ ہے نظر کے تار میں ہے کمی کس بات کی اس در پہ اس دربار میں
ہاتھ پھیلا کر کوئی دیکھے تیری سرکار میں

قبر سے جاؤں گا جب اٹھ کر میں داور کے حضور اہل محشر دیکھ کر پوچھیں گے مجھ سے یہ ضرور
صاف بتلاؤں گا ان کو ہوں نشہ میں چور چور ہے رگ و پے میں سرور بادۂ حبِ شکور
شکر کے سجدے کروں گا حسن کی سرکار میں

تو بہ توبہ ہم کو فکر بے سروسامانگی عدل میں جب ہے جنوں ہم پلۂ فرزانگی
بانئ محشر ہی نے رکھی جب نہ کچھ بیگانگی کارزار حشر سے کیا کم ہے یہ دیوانگی
قبر سے اٹھے تو چل بیٹھیں گے کوئے یار میں

تم نے غرق بیخودی دل کا سفینہ کر دیا خود نما ہو کر مجھے بھی اہل سینا کر دیا
مرگ تو کیا ہے مرا دشوار جینا کر دیا گر پڑی جس دل پہ رشک طور سینا کر دیا
واہ کیا اعجاز ہیں برق جمال یار میں

میری پیشانی کہاں ہے اور کہاں وہ سنگ در اُن کی چشم فیض کا ہے ایک یہ ادنیٰ اثر
یوں تو قسمت میں مری رسوائی لکھی تھی مگر گرتے پڑتے اسکے قدموں تک پہنچ جاتا ہے سر

بیخودی بھی کام دے جاتی ہے بزم یار میں

راز الفت لب پہ آتا ہے الٰہی الحذر
یار کی نظارہ بازی نے دکھایا یہ اثر

آخرش زخمی ہوا اتنا دل شوریدہ سر
اس نے جب دیکھا تھا مجھکو تھی محبت کی نظر

میں نے جب دیکھا تو برچھی تھی نگاہ یار میں

ابر چھا جاتا ہے چھپ جاتی ہے سورج کی ضیا
بوئے گل بھی رہتی ہے گلشن میں محتاج صبا

کیوں نہ علوی حضرت قاتل نے سچ ہی یہ کہا
حسنِ معنی ہر بشر پر آئینہ ہو جائے گا

عکس روئے یار ہے قاتل ترے اشعار میں

مخمس

صورت کی طرف دیکھ، شمائل کی طرف دیکھ
عادت کی طرف دیکھ، خصائل کی طرف دیکھ

کیا مانگ رہا ہے ترے سائل کی طرف دیکھ
تیور نہ بدل صورت مائل کی طرف دیکھ

جان نذر کو لایا دل بسمل کی طرف دیکھ

پوشیدہ نہیں تیر نظر تیری شرارت
خود دیکھ لے زخموں سے جو ہو گئی حالت

گو اچھی نہیں ہے ترے ناوک کی بدولت
چھلنی ہے مگر پھر بھی ہے ممنون عنایت

بے درد مرے درد بھرے دل کی طرف دیکھ

کیا رنج وہاں پہنچے جہاں تیری نظر ہو
محتاج تیرا، غیر کا کیوں دست نگر ہو

بے چینیوں کا چہرے پہ ظاہر نہ اثر ہو
اے تیر نظر جلد ہی پیوست جگر ہو

آساں نہیں ہوتی مری مشکل کی طرف دیکھ

زاہد تو بھٹکتا ہی رہا، راہ بقا میں
آیا ہی نہیں محفل مردانِ خدا میں

پہنچا ہے مقدر سے کوئی بزم ہدیٰ میں
کشتی ہے تری عمر کی امواجِ فنا میں

کہتی ہے ہر ایک موج کہ ساحل کی طرف دیکھ

دنیائے محبت کے اچھوتے ہیں خیالات | مذہب ہے جدا اور زمانہ کی جدا بات
دیوانہ نہ بن اور نہ پریشان ہو دن رات | اس دل میں نظر آئے گی لیلائے کمالات
ناقہ کی طرف دیکھ نہ محمل کی طرف دیکھ

قشقہ کی ضرورت ہے نہ ہے حاجت صندل | لازم ہے تجھے دہر میں ایک ذوقِ مکمل
ماتھے کو در یار پہ رکھ کر نہ کہیں ٹل | جس دین پہ چلا ہے تو اسی دین پہ چلا چل
مقصد کی طرف دیکھ نہ منزل کی طرف دیکھ

مخمس

جفا سنوارنے آئی ہے بھولے بھالوں کو | ادا نکھارنے آئی ہے حسن والوں کو
سنا ہے حشر ترستا ہے اُن کی چالوں کو | یہ دُھن سوار ہوئی ہے مرے خیالوں کو
یہیں سے حور بنالو پری جمالوں کو

کہاں ہیں وہ جنھیں ارمانِ عیش و عشرت ہے | کہاں ہیں وہ جنھیں اب چاندنی کی حسرت ہے
کہاں ہیں وہ جنھیں یہ زندگی قیامت ہے | اب اُن کی جنبشِ اَبرو کی کیا ضرورت ہے
قضا نے ڈھونڈھ نکالا ہے مرنے والوں کو

گلزارِ عرفاں

حضرت شاہ قاتل قدس سرہٗ کا کلام عارفانہ

بصورتِ تغزل

شبِ اسریٰ نقاب اٹھا جو رخ سے ناگہاں تیرا
تو ظاہر ہو گیا عالم پہ رازِ کن فکاں تیرا

رہے گا اے دلِ مضطر ٹھکانا اب کہاں تیرا
مخالف ہے زمیں تیری عدو ہے آسماں تیرا

سنبھل اے بلبلِ ناداں عدو ہے باغباں تیرا
چمن میں شاخِ گل پر کیا رہے گا آشیاں تیرا

کلیسا ہیں حرم میں دہر میں تیرا ہی چرچا ہے
مگر ہے فی الحقیقت خانۂ دل آستاں تیرا

جو تو چاہے سمجھ لے بے وفا یا باوفا اے بت
یہ تیری ذہنیت ہے وہم تیرا ہے گماں تیرا

یہ کہکر بجلیاں گرتی رہیں میرے نشیمن پر
ہمیں گلشن میں رکھنا ہی نہیں ہے آشیاں تیرا

مرے سجدے غلط ہوں میں تو قائل ہی نہیں اس کا
مری نظروں میں رہتا ہے ہمیشہ آستاں تیرا

دکھا اتنی نہ بیتابی، مقامِ صبر ہے اے دل
خدا جانے لیا جائے گا کب تک امتحاں تیرا

نگاہِ عشق میں ہے ایک دنیا ہو کر عقبیٰ ہو
یہاں بھی آستاں تیرا، وہاں بھی آستاں تیرا

عرق آلودہ ہے شبنم سے اے گل کیوں جبیں تیری
چمن میں کون دیکھے منظرِ نزہت چکاں تیرا

ہر اک منزل پہ ڈھونڈھا ہے تجھے اے یوسفِ ثانی
پتہ ملتا نہیں ہے کارواں در کارواں تیرا

بہت سے ہیں تجھے دیر و حرم میں ڈھونڈنے والے
نہ یہ ہے آستاں تیرا نہ وہ ہے آستاں تیرا

بجائے خود نہ تھا دلچسپ ذکرِ دوزخ و جنت
قیامت ڈھا گیا واعظ مگر طرزِ بیاں تیرا

جسے حاصل ہو پابوسی، زمیں کیا! آسماں ہے وہ
کہ ہر نقشِ قدم ہوتا ہے شکِ کہکشاں تیرا

ادا تیری، حیا تیری، ترا پردہ، ترا جلوہ
تری محفل میں کوئی بھی نہ نکلا رازداں تیرا

تمنائے شہادت رکھنے والے آئے گا اک دن
کرے گی فیصلہ قاتل کی تیغِ خونچکاں تیرا

غزل

نہ دور اس سے کہیں تو اے دلِ رنجور ہو جانا
کہ اُن سے دور ہونا ہے خدا سے دور ہو جانا

ہوا اُن کو گوارا دل ہی میں مستور ہو جانا
مبارک دل کے داغوں کو چراغ طور ہو جانا

ترے جلووں کو وقتِ صبح میں نے خوب دیکھا ہے
نکھر کر خلد بن جانا، سنور کر حور ہو جانا

یہ میری سعیٔ استقلال ہی کا ایک کرشمہ ہے
محبت میں وفا کا دائمی دستور ہو جانا

بنا کر راز اپنا، بھیج دینا مجھکو دنیا میں
خود اُن کا پردۂ اسرار میں مستور ہو جانا

پتہ دیتا ہے اے فطرت، تری خود اختیاری کا
بقید اختیار، انسان کا مجبور ہو جانا

جو وہ محفل میں آپہنچے تو اٹھنا ہی نہیں ممکن
وہ پہلے سے چلا جائے جسے منظور ہو جانا

میرے داغ جگر سے پوچھئے یا دل کے زخموں سے
نگاہِ ملتفت کا مرہم کافور ہو جانا

دھندلکے میں اُدھر اٹھنا حجابِ راز مطلق کا
ادھر دل کا تجلیات سے معمور ہو جانا

اُدھر ان کا نکلنا پردۂ اسرار سے باہر
اِدھر ظلماتِ ہستی کا سراپا نور ہو جانا

انا کو ضبط کرنا فی الحقیقت سخت مشکل ہے
انا الحق کہکے کچھ مشکل نہیں منصور ہو جانا

نیاز عشق اس کے بعد مرض مستقل ٹھہرا
گوارا کوہکن کو کیوں ہوا مزدور ہو جانا

حقیقت میں تھا اک سخت انقلاب وقت "اے قابل"
جدا اجمیر سے اور لکھنؤ سے دور ہو جانا

غزل

فائز جلوہ ہیں اک صورتِ مستور سے ہم
آج انھیں کھینچ کے لائے ہیں بڑی دور سے ہم

لیکے آئے ہیں گہر اک درِ منثور سے ہم
ناز اب کیوں نہ کریں قیصر و فغفور سے ہم

حُسن کا پاس نزاکت ہے یہ کچھ اور نہیں
نظر آتے ہیں محبت میں جو مجبور سے ہم

قبر کی رات ہے وحشت ہو یہ ممکن ہی نہیں
عمر بھر کھیلے ہیں آخر شب دیجور سے ہم

نظر آتی نہیں تسکیں کی جھلک بھی برسوں
کس مصیبت میں ہیں یارب دلِ رنجور سے ہم

تجھ میں اک رازِ نہاں تھا اسے کیوں کھول دیا
کہیں مل جلئے تو پوچھیں لبِ منصور سے ہم

وہ وفا ہو کہ جفا، دونوں ہی وابستہ ہیں
کسی دستور سے تم ہو، کسی دستور سے ہم

اپنے دل کو ہی بنائیں گے تجلّی گہہ حسن
آپ کو دینگے اب آواز نئے طور سے ہم

تیرا ہی ناز ہے تیری ہی خودی سے ہم ہیں
یہ جو دنیا کو نظر آتے ہیں معذور سے ہم

اپنے ہی جلوے ہیں آپ اور ہیں نظریں اپنی
تنگ تھے مسئلہ ناظر و منظور سے ہم

بارشِ جلوہ کی روداد نہ پوچھو ہم سے
مختصر یہ کہ نہائے ہوئے ہیں نور سے ہم

ہمیں منظور ہے صرف اُن کو جگانا قائلؔ
نالۂ دل کو نہ بدلیں گے کسی صور سے ہم

غزل

ہے تجویزِ ستم اہلِ چمن کی بے زبانوں میں
کہ رکھدو بجلیاں تنکوں کے بدلے آشیانوں میں

وہ صبح بزمِ عشرت ڈھونڈھنے والی نگاہوں کو
ملی ہیں چند پروانوں کی لاشیں شمع دانوں میں

بھلا پھر داورِ محشر سے کیا شرمندگی ہوگی
بری کر جاؤں گا جب اُن کو میں اپنے بیانوں میں

کبھی تیرِ نظر ہم نے خطا ہوتے نہیں دیکھا
بڑا مانا ہوا ان کا نشانہ ہے نشانوں میں

نہ حسنِ پردہ در اُن کا نہ تمکینِ ادا اُن کی
نمایاں فرق پیدا ہو چلا ہے اُن کی شانوں میں

یہاں پہلو میں دل، دل میں کھٹک تک بھی نہیں باقی
لئے بیٹھے رہیں وہ اپنے تیروں کو کمانوں میں

جہاں تم چل نہیں سکتے جہاں تم جا نہیں سکتے
تو پھر وہ کونسا ہے آستانہ آستانوں میں

جگر اور دل تواضع کیوں نہ کرتے تیرِ مژگاں کی
خدا رکھے یہ اک مہمان تھا دو میزبانوں میں

شہید اُن کی نگاہوں کا قتیل اُن کی اداؤں کا
"یہ قائل" پھر بھی قائل ہی رہا سب کے گمانوں میں

غزل

سرخوشِ بادۂ دیدِ رخِ جاناں ہوں میں
رشک ہے جس پہ فرشتوں کو وہ انساں ہوں میں

آس کہتی ہے قریبِ درِ جاناں ہوں میں
ضبط کہتا ہے چراغِ تہِ داماں ہوں میں

محوِ ہر جلوۂ نیرنگیٔ امکاں ہوں میں
آئینہ خانۂ ایجاد میں حیراں ہوں میں

تابشِ حسن کے آگے نہ رہی تابِ نظر
ترے جلووں کی قسم دیدۂ حیراں ہوں میں

مجھکو اعجازِ تبسّم سے جلایا تو نے
اے لبِ یار ترا بندۂ احساں ہوں میں

ہر قدم پاؤں کے چھالوں نے بنا دی منزل
آج اے وادیٔ حسرت ترا مہماں ہوں میں

یہ تمنائیں، سلاسل تھیں ترے شیدا کی
رہ کے آزاد بھی یوں رونقِ زنداں ہوں میں

فیض ہے یہ کسی مخمورِ نظر کا، مجھ پر
خلق میں ساقیٔ بزمِ مئے عرفاں ہوں میں

تو نے کیا سمجھا ہے اے عالمِ امکاں مجھکو
عشق شاہد ہے، کہ خود صاحبِ امکاں ہوں میں

سچ تو یہ ہے درِ خواجہ سے نکل کر قاتل
کیا بتاؤں کہ پریشاں سا پریشاں ہوں میں

اگر پردے سے باہر وہ سراپا نور ہو جائے
یہیں اک وادیٔ ایمن بنے اک طور ہو جائے

فغانِ دل شکستِ صد حجابِ نور ہو جائے
نگاہِ شوق کیوں صحرا نوردِ طور ہو جائے

مسخّر جس نظر نے کر لئے کون و مکاں دونوں
عجب کیا کائنات دل اگر مسحور ہو جائے

تصور جب رخِ تاباں کا ہو میری نگاہوں میں
تجلی سے بنِ کون و مکاں معمور ہو جائے

تمہارے ذکر میں ہیں تیر و نشتر کے مزے قاتل
تمہارا نام تسکینِ دلِ رنجور ہو جائے

غزل

فضا بدلی ہوئی تھی عالم ہستی کے گلشن کی
مجھے جب ہوش میں لائیں ہوائیں اُن کے دامن کی

کوئی میرے سوا سمجھا نہ رمز اس چشم پُرفن کی
ہمیشہ کشمکش چلتی رہی شیخ و برہمن کی

بچی جو بجلیوں کے بعد خاکستر وہ باقی تھی
کوئی ہیئت نہ تھی میرے نشیمن میں نشیمن کی

الٰہی! کون وہ محوِ خرامِ ناز ہے جس سے
فضائیں مست ہوتی جا رہی ہیں آج گلشن کی

کسی صورت نہیں کھلتا گلوں کا راز بلبل پہ
کھلی ہے آنکھ نرگس کی زباں ہے بند سوسن کی

نہ شامل اگر حسنِ نظارہ سوز کی فطرت
کریں گی خود حفاظت بجلیاں میرے نشیمن کی

بڑھی ہیں ناخنِ وحشت کی چیرہ دستیاں اتنی
گریباں پرزے پرزے ہو چکا اب خیر دامن کی

مری تربت پہ یارب کون یہ محشر خرام آیا
کہ مٹی خود بخود اڑنے لگی ہے میرے مدفن کی

وفاؤں میں تو اے قاتل نہیں فریاد کی وسعت
نکالو اب نئی طرزِ فغاں نالوں کی شیون کی

پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی خلقِ خدا مجھے
اے جذبِ شوق تو نے کہاں کھو دیا مجھے

اپنا پتہ ملا نہ تمہارا پتہ مجھے
کیا جانے بیخودی نے کہاں گم کیا مجھے

بیگانہ سب سے کر دیا تیرے خیال نے
پہچانتا نہیں دلِ درد آشنا مجھے

میں وہ کلیم ہوں کہ حقیقت پہ ہے نظر
جلوہ بلا رہا ہے ترے طور کا مجھے

"قاتل" میں اپنے نام کا دنیا میں ایک ہوں
کہتے ہیں لوگ خادمِ شاہِ رضا مجھے

کیف میں ڈوبی ہوئی ہے سجدہ سامانی مری
جھک گئی یہ کس کے در پر آج پیشانی مری

مطمئن تھے دیدہ و دل جب حجابوں میں وہ تھے
ان کے جلووں نے بڑھا دی اور حیرانی مری

دل گیا وارفتگیٔ شوق بھی جاتی رہی
میرے دل کے ساتھ تھی آشفتہ سامانی مری

موت کا غم ہو مجھے یہ ہو نہیں سکتا کبھی
میں تو مطلق جاوداں ہوں خاک ہے فانی مری

میں امینِ جلوۂ حُسنِ ازل ہوں دہر میں
ہائے دنیا نے نہ کچھ بھی قدر پہچانی مری

ایک پل بھی تو نہیں غم کے سفینے کو سکوں
کیا ڈبو دے گی تجھے اشکوں کی طغیانی مری

دیکھنا اے دل! کہیں یہ ان کی چوکھٹ تو نہیں
کیوں اُٹھائے سے نہیں اُٹھتی ہے پیشانی مری

دیکھنے والے! حقارت کی نگاہوں سے نہ دیکھ
نازشِ دورِ جنوں ہے چاک دامانی مری

اے مذاقِ جاں دہی یہ آج تو نے کیا کیا
ہو گئی محسوس "قاتل" کو گراں جانی مری

چہرے سے وہ نقاب جو سرکا کے رہ گئے
ارمان میری چشمِ تمنّا کے رہ گئے

میخانۂ امید میں ہم جا کے رہ گئے
ساقی نے ڈالی آنکھ تو غش کھا کے رہ گئے

لائے نہ تابِ دید تو غش کھا کے رہ گئے
دعوے تمام حضرتِ موسیٰ کے رہ گئے

ہم اپنی سخت جانی سے جھنجلا کے رہ گئے
گردن جھکائی کٹ گئے تڑما کے رہ گئے

آنکھیں ملائیں کیا کہ پلائے ہیں خُم کے خُم
احسان ہم پہ ساغر و صہبا کے رہ گئے

کہنے دیا نہ حشر میں کچھ رعبِ حُسن نے
شکوے مری زبان پہ آ آ کے رہ گئے

طولانیاں فراق کی بڑھتی رہیں۔ یونہی
پھندوں میں آ کے زلفِ چلیپا کے رہ گئے

وہ بے خودی میں لے گئے جاں تک نکال کر
ہم محو، دیدِ عارضِ زیبا کے رہ گئے

وہ نازآفریں جو تصور میں آ گیا
ہم دونوں ہاتھ، شوق میں پھیلا کے رہ گئے

اُس بے خبر کی آ کے کسی نے خبر نہ دی
نالے اگر کئے تو وہیں جا کے رہ گئے

مشقِ ستم کے واسطے باقی ہے دم ابھی
یہ کیا ستم کیا کہ ستم ڈھا کے رہ گئے

ٹھنڈا تو کر سکے نہ کلیجے کی آگ کو
تیروں کا مینہ وہ سینے پہ برسا کے رہ گئے

یہ تھے میرے نصیب کہ میخانہ کھل گیا
اغیار منتظر درِ توبہ کے رہ گئے

لایا نہ ایک کو بھی میں اپنے خیال میں
جلوے مری نظر میں بہت آکے رہ گئے

بس اور کیا کہوں کہ خدا آگیا نظر
وہ برقِ حسن دل پہ جو لہرا کے رہ گئے

قاتل کی انتظار میں گزری تمام عمر
ارمان خون ہو کے تمنا کے رہ گئے

تنویر لامکاں سے، تکمیل انس و جاں ہے
یہ کائناتِ عالم اک رازِ کن فکاں ہے

وہ آگئی قیامت اب وقت ہی کہاں ہے
کیوں چھیڑتے ہو ناحق، پُر درد داستاں ہے

روزِ حساب آخر اتنا بڑا کہاں ہے
جتنی طویل یارب یہ غم کی داستاں ہے

دو دن کی زندگی کو کہتا ہے کون جینا
راہِ وفا میں مٹنا، یہ عمر جاوداں ہے

گلشن میں چند تنکے بکھرے ہوئے ملیں گے
اے ہم قفس سمجھنا وہ میرا آشیاں ہے

ہر پھول کی روش میں، ہر خار کی خلش میں
نقش بہار رنگیں دیباچۂ خزاں ہے

ہے جس کے سنگِ در پر کونین سربسجدہ
یہ کس کا آستاں ہے، یہ کس کا آستاں ہے

قاتل غذائے دل ہی اس تیر کی خلش ہے
یہ طرفہ ماجرا ہے مہماں، میزباں ہے

غزل

جو لاج آپ نہ رکھیں گے سر جھکانے کی
تو لاج کیسے رہے گی اس آستانے کی

بدل کے اپنا مقدر دکھا نہ دوں تو سہی
ذرا سی خاک عنایت ہو آستانے کی

تم اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپ لو مجھ کو
ہوا خراب ہے بدلے ہوئے زمانے کی

کہاں وہ کن کی ضرورت کہاں وہ روزِ ازل
یہ کائنات بدولت ہے آستانے کی

کھنچی ہوئی چلی آتی ہے خلق اے "قاتل"
کشش کمال دکھاتی ہے آستانے کی

غزل

جب مرا سنگِ درِ یار پہ سر ہوتا ہے — سچ تو یہ ہے کہ سرِ عرش گذر ہوتا ہے
درد پہلو میں اِدھر اور اُدھر ہوتا ہے — جب ترا زو ترا پیکان نظر ہوتا ہے
تیرے در تک تو رسائی نہیں ہوتی اپنی — ہاں تصور میں ترے قدموں پہ سر ہوتا ہے
آپ چلے پہ چڑھائیں نہ کمانِ ابرو — دیکھئے دل ہدف تیر نظر ہوتا ہے

لب پہ جاں آئی مگر وہ نہیں آئے قاتل
پھر نہ کہنا مرے نالوں میں اثر ہوتا ہے

آخر اے واعظ بتادے کیا ترا مقصود ہے — تیری بزم وعظ میں کیوں ذکر جنت و دود ہے
ایک طرف شاہد ہے جلوہ، ہر طرف مشہود ہے — اتنی وحدت پر یہ کثرت ہے کہ لا محدود ہے
میری نافرمانیاں کیا ہیں کرم کے سامنے — دیکھ زاہد آیت لا تقنطوا موجود ہے
دوش پر ڈالے چلا آ کاکل وحشت نواز — تیرے دیوانوں کو بھی دیوانگی مقصود ہے
سامنے ہے اور ہم اس تک پہنچ سکتے نہیں — ہم پہ راہ آستانِ یار کیا مسدود ہے
وہ ہمیشہ اپنی مرضی کے رہے ہیں کاربند — اُن سے عرضِ مدعائے نامہ بر بے سود ہے
حائل راہ محبت ہو قیامت بھی تو کیا — آستان یار پر جانا مرا مقصود ہے
آگ ہو گلزار جس سے ہے وہ اعجاز خلیلؑ — موم ہو لوہا وہ لحنِ حضرت داؤد ہے
دیکھتا ہوں آج فطرت کے یہ آئینہ کا رنگ — ذرے ذرے کا جو خالق ہے وہی معبود ہے
پوچھتا ہے ایک دن مجھکو جناب خضر سے — رہرو ہستی کی منزل ہست ہے یا بود ہے

اس کے یہ معنی ہیں اسکو آدمیت مل گئی خاک کا پتلا فرشتوں کا اگر مسجود ہے

میرے قاتل کا یہ "قاتل" سادگی سے پوچھنا
مقتلِ الفت میں کیا بسمل کوئی موجود ہے

غزل

طائرِ دل ہے خمِ زلفِ معنبر کے لئے
دیدۂ شوق ہے حسنِ رخِ دلبر کے لئے

خلشِ تیرِ نظر درد بھی ہے درماں بھی
مشغلہ ڈھونڈھ لیا ہے دلِ مضطر کے لئے

خم مرے منہ سے لگا کر مرے ساقی نے کہا
وہ بھی کیا مئے ہے جو رکھی رہے ساغر کے لئے

اُف! زمیں بوس ہوا جاتا ہے اب شوقِ جبیں
ہم نے سجدوں کو سنوارا تھا ترے در کے لئے

ہے مری عمرِ رواں، آج قریبِ منزل
وہ بھی آجائیں تو اچھا ہے گھڑی بھر کے لئے

روز آتی ہے نسیمِ سحری گلشن سے
نگہتیں لے کے تری زلفِ معطر کے لئے

کیوں نہ ہو دید کے قابل ترے مقتل کا سماں
سینکڑوں سر ہیں خمیدہ ترے خنجر کے لئے

میری تربت پہ تو ٹھوکر ہی تری کافی ہے
حاجتِ صور ہے ہنگامۂ محشر کے لئے

بوئے گل، موجِ صبا، سیرِ چمن اُے "قاتل"
وجہِ تسکیں نہ ہوئی کچھ دلِ مضطر کے لئے

غزل

اتنا نہ فریبِ الفت میں یہ جذبہ کامل آجائے
ہر گام قریبِ منزل ہو، ہر گام پہ منزل آجائے

جلوؤں کی نمائش ہے اس میں خود ان کی نمائش ہے اس میں
اب وادیٔ ایمن سے کہدو اس دل کے مقابل آجائے

اتنی تو عطا ہو جائیں اتنے تو عطا ہوں دل مجھکو
ہر ناز پہ اک جاں قرباں ہو ہر غمزے پہ اک دل آجائے

یہ تیری نظر کی رنگینی یہ تیرے قدم کی رعنائی
جس رنگ پہ ساقی تو چاہے اس رنگ پہ محفل آجائے

بیدادِ محبت کا اے دل محشر میں مزا آجائے گا
اک سمت سے میں ہوں دادطلب، اک سمت سے قاتل آجائے

اے خضر کسی نے دنیا میں ایسا بھی سفینہ دیکھا ہے
ہر موج سے ساحل پیدا ہو، ہر موج میں ساحل آجائے

اے عشق کی وسعت کیا کہنا اے شوق شہادت کیا کہنا
قاتل ہی تڑپ کر مقتل میں خود صورتِ بسمل آجائے

کیا انقلاب گردشِ لیل و نہار ہے
مونس ہے اب کوئی نہ کوئی غمگسار ہے

پھر آشیاں پہ یورشِ برق و شرار ہے
میں ہوں قفس میں اور چمن میں بہار ہے

دستِ رقیب کا میری تربت پہ ہار ہے
اے عشق الحذر! یہ قیامت کا بار ہے

جوشِ جنوں میں جیب گریباں کا ذکر کیا
سچ تو یہ ہے کہ دامن دل تار تار ہے

محتاج میکشی کی نہیں میری مستیاں
ساقی ترے کرم پہ ترا بادہ خوار ہے

میری دعائیں، اُن کی جفاؤں سے کم نہیں
ہو جائے گا شمار کہ روزِ شمار ہے

ہے داد یہ کہ حشر میں پوچھا نہ جائے کچھ
اپنے کئے پہ آج کوئی شرمسار ہے

مانا کہ حسن، عیسیٰ نفس ہے ہوا کرے
اعجاز کا تو عشق پہ دار و مدار ہے

کیا تم نہ آؤ گے تو نہ آئے گی موت بھی
آنکھوں میں دم ہے کشمکشِ انتظار ہے

دیر و حرم سے تشنہ وہاں آئے ہیں یہاں
ساقی کے میکدے کا ترا لاوقار ہے

مٹ کر کسی کی راہ میں پایا ہے یہ عروج
چشمِ فلک کا سُرمہ ہمارا غبار ہے

حیرت پہ اپنی آئینہ غالب نہ آسکا
یارب یہ کس کے حسن کا آئینہ دار ہے

ہاتھوں سے اپنے ضبط کا دامن نہ چھوٹ جائے
لاکھوں ستم اور ایک دلِ داغدار ہے

یہ کس کی تیغِ ناز نے بسمل بنا دیا
قاتل پہ آج کون سے قاتل کا وار ہے

غزل

اُسے کب دیکھ سکتا ہوں میں بے مقدور آنکھوں سے — جو عیدیں سب کی ہوتا رہا مخمور آنکھوں سے

اِدھر بے ہوش ہیں موسیٰ اُدھر وہ جلوہ فرما ہیں — کوئی دیکھے ذرا جا کر نظام طور آنکھوں سے

اسی کو عید کہتے ہیں جو منوائی ہے دنیا سے — ہلال عید کی مانند ہو تم دور آنکھوں سے

وہاں کا نام لے دوں کیا جہاں تشریف فرما ہو — بہت نزدیک ہو دل سے مگر ہو دور آنکھوں سے

وہ اُن کے رُخ کا جلوہ تھا میں سمجھا چاند ہے قاتل
ہلال عید دیکھا بھی تو دیکھا دور آنکھوں سے

غزل

جلوے تو نظر میں سما جائیں جلووں میں سمانا مشکل ہے — طوفان تجلّی میں کھو کر پھر آپ کو پانا مشکل ہے

تفسیر بقا کا یہ مضمون ہے راز کتاب "کن فیکون" — ہستی کا صفحۂ ہستی سے ہر نقش مٹانا مشکل ہے

وہ جس کے حسین تبسّم سے غنچوں میں تبسّم پیدا ہو — اس برق نظر کا گلشن پر کیا برق گرانا مشکل ہے

وہ طور کا جلوہ تھا جس سے بے ہوش ہوئے پھر ہوش آیا — اب سامنا ہے مست آنکھوں کا اب ہوش میں آنا مشکل ہے

سب دنیا کے مردوں کو زندہ کر دیں گے مسیحا ممکن ہے — جو تیری نظر کا مارا ہے ہاں اسکو جلانا مشکل ہے

ہے حشر خرامی کا صدقہ، ہنگامۂ محشر گرم ہوا — ہاتھوں سے ستم کے ماروں کے دامن کا چھڑانا مشکل ہے

سر دینا ہر اک کا کام نہیں یہ ذوق شہادت عام نہیں
شمشیر کے آگے اے قاتل گردن کا جھکانا مشکل ہے

غزل

کشور ہستی مری، اقلیم روحانی مری — ہے حقیقت مظہر اوصاف ربانی مری

میں وہ انساں ہوں کہ جسکو عشق کی دولت ملی — ساتھ ہے تر دامنی کے پاک دامانی مری

ہو گئے برہم ہیں جیسے محوِ تزئینِ جمال
باعثِ تسکینِ خاطر ہے پریشانی مری

چیرہ دستی نے کیا ہے میرا دامن تار تار
بن گئی میرے لئے ملبوس عریانی مری

میں تو اس معمورۂ عالم میں تنہا ہی رہا
رکھتی ہے آباد گھر کو خانہ ویرانی مری

کر دیا مجھکو خطاؤں نے عطا کا مستحق
عین دانائی ہے اے زاہد یہ نادانی مری

یاد کو اپنی جدا کرتے تو ہو یہ سوچ لو
اور بھی بڑھ جائے گی دل کی پریشانی مری

میں ہوں جب سے ذرّۂ خاکِ درِ شاہِ رضاؒ
شہرۂ آفاق ہے قاتلؔ زباندانی مری

غزل

جو بیعت مے کر لیتا ہے پھر اس پہ شراب برستی ہے
میخانے کے ذرّے ذرّے میں ساقی کی نظر کی مستی ہے

قسّامِ ازل کا تخمینہ یہ کثرت والے کیا جانیں
مے کتنی رکھی ہے شیشوں میں میخواروں کی کتنی بستی ہے

جھک جاتے ہیں ساقی کے در پر مٹتے ہیں قطرے قطرے پہ
توحید کے بادہ پرستوں میں کس شان کی بادہ پرستی ہے

انگشت نمائی دنیا کی رسوائے محبت سہتے ہیں
یہ درد سے اپنے روتے ہیں مخلوق خدا کی ہنستی ہے

رب ارنی کے نعرے کس سوختہ دل نے لگائے ہیں
کیوں جلوے تمہارے ارزاں ہیں کیوں جنس محبت سستی ہے

اک ابر کرم اک دن امنڈا دنیا کی نگاہوں نے دیکھا
فاران سے سارے عالم پر رحمت کی پھوار برستی ہے

جو بات ہے لب پہ آتی ہے بیدلؔ کی حقیقت ہے قاتلؔ
بیچینی کا یہ اک میلہ ہے ارمانوں کی یہ اک بستی ہے

غزل

جلوے تو نظر میں سما جائیں جلووں میں سمانا مشکل ہے
طوفانِ تجلّی میں کھو کر پھر خود آپ کو پانا مشکل ہے

تفسیرِ بقا کا یہ مضموں ہے رازِ کتابِ کُن فیکوں
ہستی کا صفحۂ ہستی سے ہر نقش مٹانا مشکل ہے

وہ جس کے حسین تبسّم سے غنچوں میں تبسّم پیدا ہو
اس برقِ نظر کا گلشن پر کیا برق گرانا مشکل ہے

وہ طور کا جلوہ تھا جس سے بیہوش ہوئے پھر ہوش آیا
اب سامنا ہے مست آنکھوں کا اب ہوش میں آنا مشکل ہے

سب دُنیا کے مردوں کو زندہ کر دیں گے مسیحا ممکن ہے
جو تیری نظر کا مارا ہے ہاں اُس کا جِلانا مشکل ہے

ہے حشر خرامی کا صدقہ ہنگامۂ محشر گرم ہوا
ہاتھوں سے ستم کے ماروں کے دامن کا چھڑانا مشکل ہے

سر دینا ہر ایک کا کام نہیں یہ ذوقِ شہادت عام نہیں
شمشیر کے آگے اے قاتل گردن کا جھکانا مشکل ہے
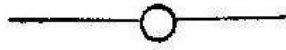
منظوم شجرۂ طیبہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ جہانگیریہ شکوریہ قاتلیہ

یہ شجرہ شریف ہمارے اعلیٰ حضرت شاہ قاتلؒ کے عارفانہ کلام میں شامل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہاتھ یارب میں اٹھاتا ہوں دعا کے واسطے
جھوم کر ابر سخا اٹھے سخا کے واسطے
جوش پر بحر کرم آئے عطا کے واسطے

یا خدا سن لے شہید کربلا کے واسطے
اولیاء و اصفیاء و انبیاء کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ کے واسطے

خضر دریائے حقیقت رہبر راہ یقین
شمع انوار رضا اولین و آخرین
مرشدی روحی رضاء انبیاء کے واسطے

شاہ ابوالقاسم وحید العصر مقبول انام
پیر کامل میر قاتل حضرت سیف الکلام
احمد صدیق صدق الاصفیاء کے واسطے

میرے قبلہ میرے کعبہ میرے سرکار و حضور　　میرے ملجا میرے ماوی حضرتِ شاہ شکور[1]
بس کفایت ہے مجھے تیری رضا کیواسطے

کہکشاں آسمان صبر و تسلیم و رضا　　ماہتاب دین و ملت آفتاب نورِ ضیاء
یعنی راضی بر رضا شاہِ رضا[2] کے واسطے

مرشد و مولاء و ملجا طالب و مطلوب رب　　قطب عالم اور فخر العارفین محبوب رب
شیخ عبدالحی[3] حیات الاولیائ کے واسطے

وہ شہنشاہ جہاں آرا جہانِ معرفت　　وہ سریر آرا سلیمانِ جہانِ معرفت
مخلص الرحمٰن[4] اخلاص لولا کے واسطے

وہ شہنشاہ جہانگیر و مددگار جہاں　　وہ ہیئے امداد ہر بیکس ہے جن کا آستان
یعنی امداد علی[5] مشکل کشا کے واسطے

وارثِ علم حقیقت، مالکِ ملک ولا　　قادری فاروقی شیخ باصفا جانِ وفا
شہ محمد مہدی[6] سر الاتقیا کے واسطے

---

[1] وصال شریف ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ کرشن پاک گارڈن ٹاؤن - لاہور [2] وصال شریف ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مزار پاک قبرستان صدر بازار لکھنؤ [3] وصال شریف ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ مزار پاک مرزا کھل چاٹ گام بنگال [4] وصال شریف ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ مزار پاک مرزا کھل چاٹ گام بنگال [5] وصال شریف ۶ ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ مزار پاک بھاگل پور [6] وصال شریف ۶ رجب الاول ۱۲۸۷ھ مزار پاک چھپرہ محلہ کریم چک

مطلع خورشید طاعت مشرقِ صبر و رضا — ظاہر و باطن میں صادق مظہر ذاتِ خدا
حضرت منظر حسینؒ[1] پیشوا کیواسطے

فرحت و تسکین عالم سب کے آقا و حضور — ساقیٔ بزم طریقت اہل باطن کے سرور
فرحت اللہ[2] شاہ کیف اولیاء کیواسطے

عاشق اللہ معشوق نبی روحی فداک — حامی ملت رشیدِ دوجہاں مخدوم پاک
شہ حسن ثانی علیؒ[3] باصفا کے واسطے

وہ رئیس المنعمین وہ شہر یار منزلت — وہ غنی الاغنیاء مخدوم اہل معرفت
منعم[4] مخدوم مستغنی الغنا کے واسطے

وہ مجسم خلق اعظم خلت آموز خلیل — وہ حبیب حق وہ شمع ملت افروز خلیل
شہ خلیل الدینؒ[5] میر باصفا کے واسطے

قدوۃ الاوتاد خضر منزلِ صبر و یقین — مرشدِ دارین ملجائے مریدانِ حزیں
میر سید جعفر[6] شان خدا کے واسطے

---

[1] وصال شریف ۱۳ ربیع الثانی، مزار پاک چھپرہ محلہ کریم چک
[2] وصال شریف ۹ شعبان المعظم ۱۲۲۶ھ مزار پاک چھپرہ محلہ کریم چک، مزار پاک
[3] وصال شریف ۲۸ ربیع الاول ۱۲۲۴ھ محلہ خواجہ کلاں، گھاٹ شہر پٹنہ
[4] وصال شریف ۱۲ رجب المرجب ۱۱۸۵ھ مزار پاک محلہ متین گھاٹ۔ شہر پٹنہ
[5] وصال شریف ۱۹ ذیقعدہ، مزار پاک قصبہ باڑھ ضلع بہار
[6] وصال شریف ۲۴ ربیع الاول، مزار پاک قصبہ باڑھ ضلع بہار

ہادی کونین دل کے چین محبوب خدا سرورِ ارباب باطن رہبر اہل وفا
سید اہل اللہؒ میر پارسا کے واسطے

وہ کہ جن کے فیض سے ہے انتظام زندگی وہ نظام الحق وہ تنظیم نظام زندگی
شہ نظام الدینؒ میر حق نما کے واسطے

مصدر علم و حیا علم حیانِ ارتقا وہ امام الخلق وہ روح روان ارتقا
شہ تقی الدینؒ میر مجتبیٰ کے واسطے

واقف اسرار عرفاں نائب دین نبی کاشفِ راز علوم و ظاہری و باطنی
شہ نصیر الدینؒ فخر اولیاء کے واسطے

ذی شرف ذی جاہ ذی اخلاق اور ذی مرتبہ عاشقِ نام محمد حامد حمدِ خدا
میر محمودؒ افتخار الاصفیا کے واسطے

خواجۂ خدام پرور مرشدِ دنیا و دیں حضرت سید گسائیں سالکِ راہ یقیں
میر فضل اللہ شاہؒ ذی العطا کے واسطے

لہ وصال شریف مزار پاک محلہ بارہ دری بہار شریف، کہ ۱۶ر صفر المظفر مزار پاک، محلہ نئی سرائے، موسوکٹرہ باغ بارہ دری بہار شریف، وصال شریف

سہ ۱۱ر ذی قعدہ مزار پاک، محلہ بارہ دری بہار شریف، کہ وصال شریف مزار پاک بارہ دری، بہار شریف

ھہ وصال شریف مزار پاک بارہ دری بہار شریف لہ وصال شریف ۵ ر جمادی الثانی مزار پاک بارہ دری بہار شریف

حق کے شیدائی محب رحمۃ العالمین قطب عالم جان عرفاں رہبر دنیا و دین

شاہ قطب الدین[۱] مقبول خدا کے واسطے

کوکب چرخ طریقت ماہتاب احتشام ضو فشان من رانی آفتاب احتشام

شاہ نجم الدین[۲] قلندر حق نما کے واسطے

آفتاب ہند و غزنی ساقی انوار ہو تاجدار قلعۂ جاں واقف اسرار ہو

شہ مبارک[۳] غزنوی نور الہدیٰ کے واسطے

شیخ عالی منزلت سلطان والا پایۂ گاہ نقش لوح عرش اعظم سید گردوں پناہ

شہ نظام الدین[۴] معراج الولا کے واسطے

قافلہ سالار منزل متقی پرہیزگار سہروردی شیخ کامل خواجۂ عالی وقار

شہ شہاب الدین[۵] تاج الاولیا کے واسطے

غوث ثقلین و محی الدین قطب الاولیاء غوث اعظم پیر گیلانی و محبوب خدا

شیخ عبد القادر[۶] عالی مرتبہ کے واسطے

---

[۱] وصال شریف ۲۵ر شعبان المعظم ۹۲۵ھ مزار پاک محلہ علن پورہ عقب قید خانہ - جونپور

[۲] وصال شریف ۲۰ر ذی الحجہ مزار پاک صوبہ مالوہ قریب گڈھ مانڈو قصبہ تالجیہ متصل گھاٹی نونہرہ

[۳] وصال شریف ۱۳ر ربیع الثانی ۶۶۲ھ مزار پاک شرق حوض شمسی - دہلی

[۴] وصال شریف مزار پاک بغداد شریف

[۵] وصال شریف جمعہ غرہ محرم ۶۳۲ھ مزار پاک بغداد شریف

[۶] وصال شریف شب جمعہ ۹ یا ۱۱ر ربیع الثانی ۵۶۱ھ مزار پاک بغداد شریف

اخترِ برجِ طریقت ضوفگار ارتقار　　گوہرِ درج سعادت اقتدار الاولیا
بوسعید ابن مبارک[1] پیشوا کے واسطے

ہم کنیت مرتضیٰ ہنکاری و ہم غزنوی　　پر تو ذاتِ الٰہی اور ہم نام علی
شاہ شیخ ابوالحسن[2] نورِ خدا کے واسطے

سالکِ راہ حقیقت صاحب جاہ و جلال　　سرورِ اہلِ طریقت خواجہ اہل کمال
خواجہ طرطوس بو یوسف[3] فنا کے واسطے

رونقِ ہر انجمن وہ صاحب خلقِ حسن　　وہ عرب کے چاند وہ ضوبار خورشید یمن
عبد واحد[4] الیمنی راہ نما کے واسطے

مہربان اہل عالم صاحب حلم و حیا　　وہ انیس اہلِ ملت وہ رئیس الاولیاء
شہ رحیم الدین[5] عیاض باخدا کے واسطے

منکشف تھے جن پہ اسرار رموز لا الٰہ　　معرفت میں رازدانِ ذات تھی جنکی نگاہ
حضرت بوبکر شبلی[6] پیشوا کے واسطے

---

[1] وصال شریف ۲۵ محرم الحرام ۵۱۳ھ مزار پاک بغداد شریف

[2] وصال شریف ۴ محرم الحرام ۴۸۶ھ مزار پاک

[3] وصال شریف ۱۵ ربیع الاول ۴۸۰ھ مزار پاک

[4] وصال شریف ۴ یا ۱۰ ذیقعدہ ۴۲۷ھ

[5] وصال شریف ۷ محرم یا ۳ ربیع الثانی ۳۸۷ھ

[6] وصال شریف ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ یا ۳۳۲ھ بغداد شریف

وہ امام اولیا راز خفی کے آشنا　　وہ نظام الاتقیا سرِ فتراتی انا

سیدی حضرت جنید[1] الطائفہ کے واسطے

مرکزِ انوار ہو آئینہ اظہار حق　　واصلِ ذاتِ الٰہی واقفِ اسرار حق

سرّی[2] وسقطی شہنشاہ ولا کے واسطے

وہ فنا فی اللہ وہ عیسیٰ نفس نور الہدیٰ　　وہ کہ منہ سے جو کہا اللہ نے پورا کیا

حضرت معروف کرخی[3] ذی عطا کے واسطے

نور چشمِ احمدِ مختار دل بندِ علی　　وہ امامِ ذی شرف دانائے اسرارِ خفی

حضرت سید علی موسیٰ[4] رضا کے واسطے

وہ کہ جن سے صاف ملتا تھا نشان اہلبیت　　شیخ اعظم شاہ عالم جان جانِ اہلبیت

موسیٰ کاظم[5] امام الاصفیا کے واسطے

منبع اسرار و فطرت صاحب صدق و صفا　　مطلع دیوان عرفان مشرق فیض و عطا

جعفر صادق[6] امامِ باصفا کے واسطے

---

[1] وصال شریف ۱۶ رجب المرجب ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ مزار پاک بغداد شریف [2] سہ شنبہ ۳ رمضان ۲۵۳ھ مزار پاک بغداد شریف

[3] ۲۰ محرم الحرام ۲۰۰ھ بغداد شریف　　[4] جمعہ ۹ صفر المظفر ۲۳۷ھ ۔ مشہد مقدس

[5] جمعہ ۱۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ کاظمین شریف　　[6] جمعہ ۱۸ رجب المرجب ۱۸۲ھ جنت البقیع

وہ فروغِ خاندان وہ شمعِ بزمِ مصطفٰے وہ قریبی چشم حضرتِ مشکل کشا

حضرتِ باقر امامِ دوسرا کے واسطے [1]

یادگارِ دودمانِ مصطفٰے و مرتضٰے سرورِ اہلِ عطا سرخیلِ جملہ اولیا

شاہ زین العابدین زینؑ العبا کے واسطے [2]

سبطِ خیر الانبیاء فرزندِ پاک مصطفٰے کشتۂ تیغِ جفا نورِ نگاہِ فاطمہ رضؓ

تشنہ لب حضرت حسینؑ پیشوا کے واسطے [3]

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار شہر یار لافتا سرتاج فقر و افتخار

سیّدی مولا علی رضؓ مشکل کشا کے واسطے [4]

خاتمِ کل انبیاء سردارِ کل شمس الضحٰی ! احمدِ مرسل رسول پاک شاہ دوسرا

سرورِ عالم محمد مصطفٰےﷺ کے واسطے [5]

---

[1] دوشنبہ ۷ر ذی الحجہ ۱۱۴ھ جنت البقیع

[2] ۱۸ر محرم الحرام ۹۴ھ جنت البقیع

[3] ۱۰ر محرم الحرام ۶۱ھ میدان کربلا

[4] ۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ نجف اشرف

[5] دوشنبہ ۱۲ر ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ طیبہ

مناجات شجرہ شریف

اب دُعا کو خلعتِ تاثیر ملنا چاہیئے　　اب جو کچھ مانگوں وہ بے تاخیر ملنا چاہیئے
دے چکا یارب میں جملہ اولیا کے واسطے

دے مجھے اپنی محبت دے مجھے اپنا خیال　　دے غم اپنا اور خوشی اپنی مجھے یاذی الجلال
میں نہیں کچھ مانگتا دارِ فنا کے واسطے

رات دن حسنات برسیں زندگی کی شان پر　　اور جب موت آئے تو ہو خاتمہ ایمان پر
روح ہو تیار اپنی ارتقا کے واسطے

ہو سکون قلب حاصل دور ہو ہر انتشار　　شیخ کی تعلیم اور تلقین پر رکھ برقرار
رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ کے واسطے

ہوں مرے مرشد پہ دائم تیرے الطاف و کرم　　قرب حاصل ہو ترا ہر روز ان کو بیش و کم
اور نہ ہوں حائل حجاب ماسوا کے واسطے

میرے مرشد زادگان سرتاپا اعجاز ہوں　　خادمانِ آستاں تک مایۂ صد ناز ہوں
خلق دیکھے تیرے انداز و ادا کے واسطے

یاخدا استاد اور احباب کا دل شاد رکھ　　عزتوں کے ساتھ دنیا میں انھیں آباد رکھ

سید کونین ختم انبیا کے واسطے

شاد ہوں تو شاد ہوں اور غمزدہ تو غمزدہ　　ہوں تری تقدیر پہ ہر وقت راضی برضا

زندگانی وقف ہو تیری رضا کے واسطے

مجھ کو دنیا کے غم و آلام سے آزاد رکھ　　جلوہ گر آنکھوں میں ہو اور دل میں اپنی یاد رکھ

ہیں یہ دونوں گھر ترے نور و ضیا کے واسطے

ہو نہ واقف کوئی میرے احتیاج و حال سے　　کر دے مستغنی مرے مولا متاع و مال سے

کھول دے اپنے خزانے بےنوا کے واسطے

اس کی صورت سے ترا رنگِ تجلّی ہو عیاں　　قلب میں قائل کے بھر دے اپنا نور جاوداں

میں تجھے دیتا ہوں تیری ہی بقا کے واسطے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ